بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

Regd No. D. 61

بجوم افتند زونی دیک ربسہ
وپتے بکمیاں برمنار بلند ترکم فتاد

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۱۵ پیسے

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ
بدر قادیان
جلد ۱۹ — شمارہ ۴

The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر:
محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:
خورشید احمد انور

۱۳ ذیقعد ۱۳۸۹ ہجری — ۲۲ صلح ۱۳۴۹ ہجری شمسی — ۲۲ جنوری ۱۹۷۰ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۰ صلح (جنوری) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت سے متعلق مورخہ ۱۶ صلح کی موصولہ اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت جو گذشتہ دنوں ناساز ہوگئی تھی ابھی پوری طرح بحال نہیں ہوئی۔ احباب خاص توجہ و التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور انور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین ——— حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی حرم محترم حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی طبیعت بھی ناساز چلی آرہی ہے۔ کمزوری بدستور ہے اور کھانسی کی بھی تکلیف ہے احباب حضرت سیدہ مدظلہا کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے بھی توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۲۰ صلح۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

قادیان ۲۰ صلح۔ مورخہ ۱۴ صلح کو ہمارے نائیجیرین احمدی بھائی مکرم ظفر اللہ الیاس صاحب قادیان میں تشریف لائے اور مرکز سلسلہ کی زیارت سے مشرف ہو کر مورخہ ۱۵ صلح کو واپس روانہ ہوئے۔ (مفصل صفحہ ۱۱ پر)

دارالہجرت ربوہ میں جماعت احمدیہ کا نہایت درجہ مقدس و بابرکت ۷۸ واں للّٰہی جلسہ سالانہ

اہم علمی، دینی اور تربیتی موضوعات پر علماء سلسلہ کی ٹھوس اور پُرمغز تقاریر

حاضرین جلسہ سے نائیجیریا اور گھانا کی جماعتہائے احمدیہ کے نمائندگان کرام کا ایمان افروز خطاب

دیگر اجلاسوں کی تفصیل

جلسہ سالانہ کے تین دنوں میں امسال بھی حسبِ پروگرام مجموعی طور پر چھ اجلاس منعقد ہوئے ۲۷ اور ۲۸ فتح کے اُن دو اجلاسوں کے علاوہ جن میں حضور نے احبابِ جماعت سے خطاب فرمایا باقی چار اجلاسوں میں علی الترتیب محترم جناب مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ، محترم جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ، محترم جناب مولوی محمد صاحب اور محترم جناب شیخ بشیر احمد صاحب سابق جج ہائی کورٹ نے صدارت کے فرائض سرانجام دئے۔

علماء سلسلہ کی ٹھوس اور پُرمغز تقاریر

اِن اجلاسوں میں علماءِ سلسلہ اور دیگر نامور ذی علم اصحاب نے اہم دینی، علمی اور تربیتی موضوعات پر ٹھوس اور پُرمغز لیکچر دئے۔ چنانچہ محترم مولوی غلام باری صاحب سیف نے "سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم" محترم مولوی عبدالمالک خان صاحب نے "ذکرِ حبیب علیہ السلام" محترم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری نے "مقاصدِ احمدیت" محترم مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ نے "دُعا اور اس کے آداب" محترم شیخ مبارک احمد صاحب نے "اسلامی معاشرہ میں میاں بیوی کے حقوق و فرائض" محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے "اسلام اور سوشلزم" محترم مولوی سلطان محمود صاحب انور نے "اسلام کی تائید میں حضرت مسیح موعودؑ کے تین نشانات" محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے "خلافتِ ثالثہ کی تحریکات" محترم کمال یوسف صاحب مبلغ سکنڈے نیویا نے "سکنڈے نیویا میں تبلیغِ اسلام" اور محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب جج عالمی عدالت ہیگ نے "نونہالانِ جماعت کی ذمہ داریاں" کے موضوع پر ٹھوس اور پُرمغز تقاریر فرمائیں۔

قسط نمبر (۲)

نائیجیریا اور گھانا کے نمائندگان کرام کا خطاب

مورخہ ۲۸ فتح کو صبح کے اجلاس میں جو محترم جناب شیخ بشیر احمد صاحب سابق جج ہائیکورٹ کی صدارت میں منعقد ہوا تھا جماعت احمدیہ نائیجیریا کے نمائندے جناب ظفر اللہ الیاس اور جماعت احمدیہ اشانٹی ریجن گھانا کے نمائندے جناب الحاج الحسن عطا ایم۔ بی ای نے انگریزی میں خطاب فرمایا۔

مکرم جناب ظفر اللہ الیاس صاحب نے تشہد و تعوذ کے بعد بآواز بلند جملہ حاضرین جلسہ کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اور جماعت احمدیہ کے للّٰہی جلسہ سالانہ میں شمولیت کی سعادت پانے پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ موصوف نے نائیجیریا کے احمدی احباب اور وہاں کی جماعت کے ساتھ ہمدردی رکھنے والے غیر از جماعت دوستوں کی طرف سے جملہ حاضرین جلسہ کی خدمت میں پرخلوص السلام علیکم پہنچایا۔ اور کہا کہ مَیں اس موقعہ پر جماعت نائیجیریا کی طرف سے خلافت احمدیہ کے ساتھ دلی وابستگی اور دُنیا میں تبلیغ اسلام کی خاطر ہر قربانی کرنے کے عہد کی تجدید کرتا ہوں۔ انہوں نے اپنی تقریر کے آخر میں مرکز کو نائیجیریا مشن کی بعض اہم ضروریات کی طرف توجہ بھی دلائی۔

محترم جناب الحاج الحسن عطا صاحب جو اشانٹی ریجن گھانا کے پریذیڈنٹ ہیں نے تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حاضرین جلسہ کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا پُرخلوص و مبارک تحفہ پیش کیا۔ اپنی تقریر کے دَوران محترم الحاج الحسن عطا صاحب نے گھانا میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ انجام پانے والی کامیاب تبلیغی جدوجہد اور اس کے خوش کن نتائج پر بھی روشنی ڈالی۔ تقریر کے آخر میں آپ نے کہا کہ ۱۹۶۴ء میں جب مَیں یہاں آیا تھا تو مَیں نے جلسہ سالانہ میں آپ حضرات سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ جہاں تک مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام کا تعلق ہے گھانا ایک بیس (BASE) کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہم بفضلہ تعالیٰ وہ لوگ تیار کر رہے ہیں جو تبلیغی مہم کو زور و شور کے ساتھ آگے بڑھانے میں ممد و معاون ثابت ہوں گے۔ ان مساعی کے نتیجہ میں انشاء اللہ تعالیٰ اسلام مغربی افریقہ میں بھی غالب آئیگا اور خدا کی بات پوری ہو کر رہے گی۔ آخر میں آپ نے گھانا کے تمام احبابِ جماعت کی طرف سے پُرخلوص السلام علیکم پہنچاتے ہوئے بآواز بلند السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اور اپنی تقریر کو ختم کیا۔

اجلاس مشینہ

جلسہ سالانہ کے اُن چھ اجلاسوں کے علاوہ جو دن کے اوقات میں منعقد ہوئے ۲۷ فتح کی رات کو نماز مغرب و عشاء کے بعد مسجد مبارک میں ایک اور اجلاس بھی منعقد ہوا جس کی صدارت کے فرائض محترم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری ناظر اصلاح و ارشاد نے سرانجام دئے۔

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۱ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۲ صلح ۱۳۴۹ ہش

تبلیغ و اشاعتِ دین کا ایک مستحکم ستون

"وقفِ جدید"

"کسی مقابلہ اور امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے پر ہی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرنا چاہیئے بلکہ اس مقابلے میں شامل ہونے کے سامان مہیا ہونے پر بھی ہمیں ہر لحظہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیئے۔ سچا مومن وہ ہے جو حسبِ منشاء نتیجہ نکلنے پر ہی خوش نہیں ہوتا بلکہ وہ اس نتیجہ کے نکلنے سے پہلے بھی ہر لحظہ اور ہر آن اس امر پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے کہ اُس نے ہمیں اس جد و جہد کے لئے صلاحیتیں اور طاقتیں عطا فرمائیں اور پھر ان صلاحیتوں کو نشو و نُما اور ترقی دینے کی توفیق ہمیں مہیّا فرمائی"۔

"ہم پر اللہ تعالیٰ کے جو فضل نازل ہوتے ہیں ہم اُن کا اظہار اس لئے نہیں کرتے کہ ہمیں ان پر کوئی فخر ہے۔ کیونکہ دُنیا جانتی ہے اور ہم بھی جانتے ہیں کہ ہم کمزور اور لاشئے محض ہیں۔ نہ ہم اپنوں کے سامنے ان پر فخر کر سکتے ہیں اور نہ دُوسروں کے سامنے۔ ہم تو محض تحدیثِ نعمت کے طور پر اس کا ذکر کرتے ہیں کہ باوجود ہر طرح کی کمزوریوں کے اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضل نازل کئے"۔

یہ مفہوم ہے حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اُس رُوح پرور اور بصیرت افروز خطاب کے ایک حصّے کا جو حضور نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ۲۷ دسمبر کے دُوسرے اجلاس میں شمع احمدیت کے ہزارہا پروانوں کے رُوبرو ارشاد فرمایا۔ افسوس کہ حضور کے اس ایمان افروز خطاب کا اصل متن تا دمِ تحریر ہم تک نہیں پہنچ سکا۔ تاہم مضمون کا یہ مفہوم ہی بتاتا ہے کہ حضور پر نُور کا یہ خطاب کس قدر جلال اور شان و شوکت کا حامل ہوگا۔

لاریب خدا تعالیٰ کے اس محبوب خلیفہ نے جو کچھ فرمایا اس کا ایک ایک لفظ اپنے اندر بے شمار صداقتوں اور حقائق کو سمیٹے ہوئے ہے۔ جس کا بانگِ دُہل اقرار ہم میں سے ہر احمدی اپنے ذاتی مشاہدات اور تجربات کی بناء پر نہ صرف زبانِ قال سے بلکہ زبانِ حال سے بھی کر رہا ہے اور تا دم واپسیں کرتا رہے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ تبلیغ و اشاعتِ دین کے سلسلہ میں جو عظیم ذمّہ داری ہمارے ناتواں کاندھوں پر ڈالی گئی ہے اور جسے ہر احمدی باوجود اپنی بے مائیگی اور ظاہری اسباب کی قلت کے حسبِ استعداد بڑھ چڑھ کر پُورا کرنے کی کوشش کر رہا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

مادّیت کے اِس دَور میں مالی و جانی قربانی اور وہ بھی خدا تعالیٰ کے دین کی راہ میں — بلا شک ایک ایسی سعادت ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص فضلوں کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور یہ ہماری خوش بختی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک غریب اور کم مایہ جماعت کو اس عظیم الشان نصب العین کے لئے منتخب کیا اور پھر اُس کے افراد کو دیگر شعبہ ہائے زندگی میں بڑھ چڑھ کر قربانیاں پیش کرنے کے ساتھ ساتھ مالی قربانیوں کے میدان میں بھی وہ نمایاں خدمات بجالانے کی توفیق بخشی جن کی نظیر اسلام کے صدرِ اوّل کے بعد دیکھنے میں نہیں آتی۔ ہماری یہ قربانیاں اپنی کمیت کے اعتبار سے خواہ کتنی ہی حقیر کیوں نہ ہوں تاہم اُن کے پیچھے خلوص و ایثار اور قربانی و فدائیت کا جو عظیم جذبہ کار فرما نظر آتا ہے وہ قطعاً نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

اس کے برعکس یہ حقیقت کس قدر افسوسناک ہے کہ مادی اور سیاسی اعتبار سے جہاں ماضی کے مسلمانوں کو خدمتِ اسلام کے بیش از بیش مواقع فراہم تھے وہاں آج کی اسلامی مملکتوں کو بھی بدرجہ اَولیٰ یہ اسباب میسّر ہیں۔ مگر افسوس کہ جس طرح دَورِ ماضی کے بیشتر حکمران تعیش و غفلت کے خواب لیتے رہے ٹھیک اسی طریق پر موجودہ اسلامی حکومتیں بھی ملّتِ بیضا کی طرف سے بالکل بے نیاز ہو کر اپنے اپنے مقصد کے حصول میں سرگرداں ہیں۔ اُن کی اس تشویشناک ایمانی کیفیت کو دیکھ کر سوائے اس کے اور کیا نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اُن کے مذہبی جذبات و احساسات بالکل مسخ ہو چکے ہیں اور وہ اس حقیقت کو سمجھتے ہوئے بھی اس سے مُنہ موڑ لینا چاہتے ہیں کہ رُوحانی جماعتیں اپنی نشو و نُما کے لئے ہر دَور میں قربانی اور فدائیت کی متقاضی ہُوا کرتی ہیں۔ نیز یہ کہ جوں جوں کسی جماعت کا مقصد و نصب العین وسعت اختیار کرتا چلا جاتا ہے توں توں قربانیوں کا یہ معیار بھی بڑھتا رہتا ہے۔

غور فرمائیے! ——— حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے زمانہ میں جماعت کے سامنے سب سے پہلی مالی قُربانی کا جو مطالبہ رکھا گیا اُس میں موصُول ہونے والے وعدوں کی مجموعی تعداد سات صد کچھ روپیوں کی تھی۔ مگر آج ستّر سال گذرنے کے بعد عملاً جماعت جو مالی قُربانی خدا کی راہ میں پیش کر رہی ہے۔ اس کی مجموعی رقم ایک کروڑ سے اُوپر نکل جاتی ہے۔ اب دیکھئے کہ مالی قُربانی کا وہ مطالبہ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام کے زمانہ میں کیا گیا۔ ان مطالبات کے مقابلہ میں کتنا معمولی تھا جو دَورِ خلافتِ اولیٰ میں کئے گئے۔ پھر خلافتِ ثانیہ کے عہدِ بابرکت میں جُوں جُوں جماعت کے مشن بیرونی ممالک میں قائم ہوتے گئے۔ توں توں قربانیوں کے یہ تقاضے بھی وسعت اختیار کرتے گئے۔ یکے بعد دیگرے کئی تحریکیں جماعت کے سامنے رکھی گئیں اور جماعت کے مخلص و ایثار پیشہ افراد نے اپنے محبوب امام کی آواز پر والہانہ لبّیک کہتے ہوئے اِن تحریکوں کو اس قدر وسعت اور پختگی بخشی کہ آج یہ تمام تحریکیں بذاتِ خود مستقل اور مستحکم ستونوں کی حیثیت اختیار کر چکی ہیں۔ ایسے پائیدار ستون ——— جن پر اسلام کی پُرشوکت عمارت از سرِ نو تعمیر کے مراحل بسُرعت طے کر رہی ہے۔

"تحریکِ وقفِ جدید" ——— تجدید و تعمیرِ نو کی غرض سے نصب کئے جانے والے انہی ستونوں میں سے ایک ستون ہے۔ جس کی بنیاد سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنوری ۱۹۵۷ء میں اس غرض سے رکھی تا اس کے ذریعہ اشاعتِ اسلام اور تربیتِ جماعت کے مہتم بالشان مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ایسے مخلص خادم مہیّا کئے جائیں جن کی زندگیاں ہمہ وقت خدمتِ دین کے لئے وقف ہوں۔ اور جو قلیل ترین مشاہروں پر بھی رضاکارانہ طریق پر اپنے آپ کو پیش پیش رکھیں۔

بلا شک یہ تحریک بھی خدائی آواز کی بازگشت ہی تھی جس نے ایک محدُود سے وقت میں تبلیغ و تربیت کے میدان میں ایک نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ اور آج جبکہ یہ تحریک اپنی عُمر کے بارہ نہایت درجہ بابرکت اور کامیاب سال مکمل کر کے تیرہویں سال میں قدم رکھ چکی ہے۔ اس کے ذریعہ انجام پانے والے عظیم الشان کاموں کا سابقہ ریکارڈ ایک مخلص اور فدائی احمدی کی رُوح کو جلا بخشنے کے لئے کافی ہے۔

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وقفِ جدید کے نئے سال کا اعلان کرتے ہوئے احبابِ جماعت کو پہلے سے بڑھ کر اس تحریک میں حصہ لینے اور زیادہ سے زیادہ افرادِ جماعت کو بحیثیت معلّم وقفِ جدید آگے آنے کی تلقین فرمائی ہے۔ گو حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ کی اس ایمان افروز تقریر کا اصل متن بھی اب تک ہمیں موصول نہیں ہُوا۔ پھر بھی ہمیں اُمید ہے کہ جملہ احبابِ جماعت اپنی ذمّہ داریوں اور اُن توقعات کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے جو اُن کے محبُوب امام نے اُن کے وجود سے وابستہ کر رکھی ہیں اپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے رُوحِ مسابقت کا مظاہرہ کریں گے۔ اور اپنی قُربانیوں کے معیار کو پہلے سے بھی آگے لے جانے کی کوشش کریں گے۔

اس موقعہ پر ہم پھر حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ کے اس ابتدائی ارشاد (مفہوم) کی طرف رجوع کرتے ہوئے صِرف اس قدر گذارش کریں گے کہ مومن اللہ تعالیٰ کی راہ میں حتیّ المقدور قربانیاں پیش کرتے ہوئے بھی نہ تو اُن پر قناعت کرتا ہے اور نہ ہی احساسِ فخر۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے عظیم احسانات کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے ہر آن اس کی رُوح بصد عجز و نیاز اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز رہتی ہے کہ اُس نے یہ حقیر سی قُربانیاں پیش کرنے کی سعادت بخشی ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ!

پس آئیے! کہ ہم بھی شُکر و امتنان کے جذبات سے بریز ہو کر سالِ نو کے جدید تقاضوں کو اپنی استعدادوں سے بڑھ کر پُورا کرنے کا عزم کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔

آمین برحمتک یا ارحم الراحمین ۞

——— (النور)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کی مجلسِ علم وعرفان

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت میں سینکڑوں ہزاروں مجدّد ہر وقت موجود رہتے ہیں

خلافتِ راشدہ مجدّدوں کی سردار ہے

یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ اس وقت کوئی مجدّد موجود نہیں ہے

فرمودہ ۷ ر اخاء بعد نمازِ مغرب بمقام مسجد مبارک ربوہ

ربوہ ۔ ۷ ر ماہ اخاء ۱۳۴۸ ہش ۔ بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کافی دیر اپنے خدام میں تشریف فرما رہے اور مختلف مواضیع پر گفتگو فرماتے رہے ۔ حضور کے ارشادات کا متن ذیل میں درج کیا جاتا ہے ۔ ایڈیٹر

فرمایا :۔

اس وقت میں نے جماعت میں

قرآنِ کریم کا ترجمہ سیکھنے کی تحریک

کی ہوئی ہے ۔ نیز جو قرآن کریم کا ترجمہ جانتے ہیں انہیں قرآنِ کریم کی تفسیر سیکھنی چاہیئے ۔ اور قرآنِ کریم کی صحیح تفسیر جو اس وقت دنیا میں پائی جاتی ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر ہے ۔

ملعون شیطان کوئی نہ کوئی وسوسہ پیدا کر دیتا ہے ۔ مثلاً بعض لوگوں کے دل میں یہ شیطانی خیال پیدا ہو گیا ہے کہ اس وقت کوئی مجدّد نہیں ۔ یہ خیال غلط ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اور امتوں کو تو چھوڑ دو بنی اسرائیل میں ایک وقت میں سینکڑوں ہزاروں مجدّد ہوا کرتے تھے ۔ پھر آپؑ نے فرمایا ہے کہ

مجدّدِ اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

اور روحانی سلسلہ جہاں سے بھی شروع ہوا ہے وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے ۔ اور مثیلِ موسیٰؑ ہونے کی حیثیت سے آیتِ استخلاف کے ماتحت آپ کے سلسلہ میں بھی ہزاروں لاکھوں مجددین کا آنا ضروری تھا چنانچہ یہ تجدیدِ دین کرنے والے ہر علاقہ اور ہر ملک میں آئے ۔ اور انہوں نے تجدیدِ دین کا کام باحسن طریق ادا کیا نائیجیریا کے عثمان فودیو بھی مجدد تھے ۔ انہوں نے اپنے زمانہ میں بڑی جانفشانی سے اسلام کی اشاعت کے لئے کوشش کی ہے ۔ آپ صاحبِ کشوف و رؤیا اور صاحبِ الہام تھے ۔

اس زمانہ میں مثلاً ہمارے مبلغ ہیں جو دنیا کے مختلف علاقوں میں کام کر رہے ہیں ۔ ہمارے کئی مبلغ ساری عمر افریقہ میں رہے ہیں اور بعض نے تو وہیں اپنی جان بھی دے دی ہے یہ مبلغین بھی تو آخر تجدیدِ دین ہی کا کام کرتے ہیں ۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہماری جماعت میں سینکڑوں ہزاروں مجدد ہر وقت موجود رہتے ہیں ۔

بہر حال یہ بڑا غلط تخیل ہے جو اس وقت بعض لوگوں کے دل میں پیدا ہو گیا ہے کہ اس وقت کوئی مجدد نہیں ۔ اور اس شیطانی خیال کو بڑی کوشش سے پھیلایا جا رہا ہے ۔ حالانکہ بڑی عجیب بات یہ ہے کہ

خلافتِ راشدہ تو موجود ہے جو مجددوں کی سردار ہے

مگر مجدد کوئی نہیں ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ سپہ سالار موجود ہے لیکن فوج موجود نہیں ۔ صحابہؓ جنہوں نے اسلام کی اشاعت کی وہ بھی مجدد تھے ۔ دراصل بات یہ ہے کہ کوئی صدی بھی مجددِ دین سے خالی نہیں رہی ۔ ہر صدی کے شروع میں بھی مجدد رہے ہیں ۔ وسط میں بھی مجدد رہے ہیں اور آخر میں بھی مجدد رہے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اسلام پر انتہائی تنزل کا زمانہ تھا اس وقت بھی

خدا تعالےٰ کے مقربین

اسلام میں بحرِ ذخار کی طرح موجود رہے ہیں ۔ گویا وہ تنزل کا زمانہ بھی نسبتی تنزل کا زمانہ تھا ۔ یہ مقربین اپنی اپنی جگہ چھوٹی چھوٹی شمعیں جلائے بیٹھے تھے ۔

دیکھو خلافتِ راشدہ کے سلسلہ کے خلفاء امام اور مجددین بھی تھے ۔ صدی کے سر پر جو مجددین آئے ان میں اور خلفائے راشدین میں نمایاں فرق ہے اور وہ فرق یہ ہے کہ مثلاً حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا حکم ساری امت پر چلتا تھا ۔ لیکن صدی کے سر پر آنے والے مجددین میں سے کسی ایک کا حکم بھی ساری امت پر نہیں چلا ۔ بلکہ ان کا حکم اپنے اپنے زمانہ اور اپنے اپنے علاقہ کے لوگوں پر چلا ۔ وہ انبیائے بنی اسرائیل کی طرح محدود علاقہ کے لئے تھے لیکن

حضرت ابو بکرؓ کا حکم ساری دنیا پر چلتا تھا

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کئی نئے ممالک فتح ہو چکے تھے اور حضرت عمرؓ کا حکم ان سب ممالک پر چلتا تھا ۔ روحانی اور دینی لحاظ سے بھی ان سب ممالک کے رہنے والوں کو آپ کا فتویٰ آپ کا حکم اور آپ کا فیصلہ ماننا پڑتا تھا ۔ اور اس کے لئے وہ کوشش بھی کرتے تھے جو آپ کا حکم ، فتوےٰ یا فیصلہ ماننے سے انکار کرتا تھا وہ باغی سمجھا جاتا تھا ۔ لیکن ان کے مقابلہ میں حضرت سید احمد صاحب شہید کو لو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے مجدد تھے انہوں نے کیا کوشش کی کہ نائیجیریا کے لوگ ان کی بات مانیں ۔ انہوں نے اس کے لئے کوئی کوشش نہیں کی ۔ اس لئے کہ صدی کے سر پر آنے والا مجدد ساری دنیا کے لئے نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنے علاقہ اور زمانہ کے لئے ہوتا ہے ۔ پھر عثمان فودیو کو لے لو وہ نائیجیریا کے مجدد تھے ۔ ان کے پیدا ہونے سے پہلے ملک کے اخیار کو ان کی پیدائش کی بشارت دی گئی تھی ۔

اور یہ بتایا گیا تھا کہ عنقریب مجدد پیدا ہوگا آپ ان بشارتوں کے مطابق پیدا ہوئے لیکن اس کے باوجود انہوں نے کوئی کوشش نہیں کی کہ شامیوں یا چینی مسلمانوں سے اپنی بات منوائیں ۔ اگر وہ شامیوں کی طرف سے بھی مجدد تھے تو انہوں نے ان سے اپنی بات نہ منوا کر خود خدا تعالےٰ کی بات کو نہ مانا جو درست نہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف مجدّد ہی نہ تھے بلکہ آپ مامور من اللہ تھے ۔ آپؑ ظلّی نبی تھے اور کمالِ ظلیت اور فنا فی الرّسول میں آپ اوّل نمبر پر تھے ۔ آپ کے نبوت کے دعوےٰ کی وجہ سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کی نبوت آپ کے پاس ہی رہی اور ۔

کمالِ ظلّیت کا مطلب یہ ہے

کہ آپؑ کا مشن بھی ساری دنیا کے لئے ہے جیسا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مشن ساری دنیا کے لئے تھا ۔ اور پھر اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں حالات بھی ایسے پیدا کر دئے ہیں کہ ساری دنیا میں تبلیغ ہو رہی ہے ۔ مسلمانوں کو قرآن کریم کے صحیح معنے سے متعارف کرایا جا رہا ہے ۔ اور غیر مسلموں کو اسلام کے حسن اور احسان کے ذریعہ اسلام کی طرف لایا جا رہا ہے اور اللہ ہی فضل کر رہا ہے ۔ کیونکہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ کسی انسان کا کام نہیں ۔ یہ کام انسانی طاقت سے باہر ہے اس لئے ایک احمدی کو تو ہر وقت الحمد للہ رب العالمین کہتے رہنا چاہیئے لائبیریا (مغربی افریقہ) میں ایسے حالات

تھے کہ وہاں ابھی احمدیت کا زیادہ اثر و رسوخ نہیں ہے۔ گو

لائبیریا کے صدر عیسائی ہیں

لیکن امام بشیر احمد رفیق جب وہاں گئے تو ان کی طرف سے امام رفیق کا بڑا احترام و اکرام کیا گیا۔ مخالفت تو ہر جگہ ہوتی ہے وہاں بھی ہماری مخالفت تھی۔ لیکن وہ ہوشیار آدمی تھا۔ اس نے مسلمان اکابر کو بلایا اور ان کو کہا کہ امام مسجد لنڈن آ رہے ہیں تم سب مل کر انہیں ری سپشن (Reception) دو۔ اب اگر وہ ری سپشن (Reception) نہ دیتے تو کیا کرتے۔

اسی طرح امری عبیدی جو فوت ہو گئے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے مبشرات کے ذریعہ احمدیت کی ترقی کی خبر دی تھی۔ جب تنزانیہ میں پہلا انتخاب ہوا تو وہ بھی ممبر منتخب ہوئے ان کی پارٹی نے اپنا لیڈر منتخب کرنا تھا زیادہ تر خیال تھا کہ ان کی جماعت کا ہیڈ جو اب ملک کے صدر ہیں

پارلیمنٹری گروپ کے لیڈر

منتخب ہو جائیں گے لیکن جب وہ پارٹی کے اجلاس میں آئے تو انہوں نے امری عبیدی مرحوم کو اٹھا کر کرسی پر بٹھا دیا اور کہا آپ یہاں بیٹھیں۔ امری عبیدی مرحوم صرف احمدی ہی نہ تھے بلکہ ایک بزرگ اور ولی اللہ تھے ان کی کابینہ کے وزراء کہا کرتے تھے کہ تم وزیر کم ہو مبلغ زیادہ ہو۔ اب یہ کسی انسان کا کام نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے

اسی طرح

ہمارے حبشی بھائی ہم سے کتنے دور ہیں

لیکن جب اس سال کے شروع میں میرا دورہ مغربی افریقہ ملتوی ہوا اور میں وہاں نہ جا سکا اور یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت تھی تو انہیں بڑا صدمہ ہوا۔ وہاں ہمارے ایک بہت پرانے اور بڑی عمر کے احمدی دوست ہیں انہوں نے بیان کیا کہ مجھے ساری عمر اس بات کی حسرت رہی کہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی زیارت کروں مگر آپؓ فوت ہو گئے اور میں آپ کی زیارت نہ کر سکا۔ اب یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی تھی کہ خلیفۃ المسیح الثالث ہمارے علاقہ میں تشریف لا رہے ہیں اور آپ کی زیارت ہو گی مگر آپ کا دورہ ملتوی ہو گیا۔ میں بوڑھا ہو چکا ہوں۔ پتہ نہیں کہ اگر اگلے سال آپ کا دورہ ہو تو اس وقت تک میں زندہ بھی رہوں گا یا نہیں۔ اب یہ

محبت کا جذبہ

کوئی انسان پیدا نہیں کر سکتا۔ یہ لوگ ہم سے اتنی دور بیٹھے ہیں اور ان میں محبت کا یہ جذبہ موجود ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم

جتنا اپنے نفس کو فنا کرو گے

اتنا ہی تم میرے قریب آؤ گے۔ اور میری نگاہ میں عزت پاؤ گے۔ بڑا احمق وہ شخص ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ میں اپنے زور سے یہ کام کر سکتا ہوں۔ پس ہماری حقیر کوششوں کے جو عظیم نتائج نکل رہے ہیں ایسا محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہو رہا ہے فللہ الحمد۔ اس پر ہر آن حمد باری میں مشغول رہنا چاہیئے۔

آپ نے فرمایا

ہماری نوجوان نسل کو اس بات کا حق ہے

کہ جو شبہ ان کے دلوں میں پیدا ہو اس کا وہ اظہار کریں۔ اگر انہیں اس اظہار سے روکا جائے یا وہ اظہار نہ کریں تو فساد پیدا ہو گا۔ اگر کوئی نوجوان اپنے شبہ کا اظہار کرے اور اسے منافق کہہ دیا جائے تو یہ درست نہیں۔ بچے ماں باپ سے بہت سی باتیں پوچھتے رہتے ہیں۔ وہ پوچھتے رہتے ہیں کہ یہ کیا ہے اور وہ کیا ہے۔ بعض اوقات ماں باپ چڑ جاتے ہیں۔ لیکن اگر بچوں میں سوال کرنے اور پوچھنے کا جذبہ نہ ہو تو وہ علم حاصل نہیں کر سکتے۔

اگر نوجوان کسی وسوسہ کا اظہار کریں تو اس سے ہمیں گھبرانا نہیں چاہیئے کیونکہ ہم حقیقت بیان کر کے انہیں قائل کر سکتے ہیں۔ وسوسہ کا اظہار کرنے والے سارے منافق نہیں ہوتے۔ بلکہ لاکھوں میں کوئی ایک منافق ہوتا ہے۔ پس نوجوانوں کو اس بات کا موقع دینا چاہیئے کہ اگر ان کے

دلوں میں شبہ

پیدا ہو یا انہیں کسی بات کی سمجھ نہ آئی ہو تو وہ اس کا اظہار کریں۔ انہیں یہ شبہات دلوں میں نہیں رکھنے چاہیئں۔ ذمہ داروں کا کام ہے کہ وہ ان کی تسلی کرائیں

ہمیں اول تو کسی کو سائل نہیں بننے دینا چاہیئے۔ قرآن کریم نے محروم کا بھی ذکر کیا ہے۔ اب محروم سائل نہیں بنا۔ ہمیں بھی کسی کو سائل نہیں بننے دینا چاہیئے جس کا جو حق ہے وہ اسے سوال سے پہلے ملنا چاہیئے اگر اسے سائل بننا پڑتا ہے تو یہ بات انتظامیہ کی کمزوری کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ سائل گویا یہ کہتا ہے کہ تم نے میرے حق کا خیال نہیں رکھا۔ میں نے خود ہی اپنا حق طلب کیا ہے۔

سوال کے متعلق یہ نہیں دیکھنا چاہیئے کہ وہ پسندیدہ ہے یا نہیں بلکہ

صحیح مسئلہ لوگوں کے سامنے

رکھنا چاہیئے۔ گو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اس زمانہ کی جو ضروریات تھیں وہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کھول کر بیان کر دی ہیں لیکن ممکن ہے کہ نوجوانی کی عمر میں کسی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھنے کا موقع نہ ملا ہو۔ اس لئے وساوس پیدا کرنے والے یہ طریق اختیار کرتے ہیں کہ کوئی ایک حوالہ پیش کر دیتے ہیں حالانکہ ایک حوالہ نہیں بلکہ آپؑ نے کسی مسئلہ کے متعلق جو کچھ بھی لکھا ہے وہ سامنے ہو تب پتہ لگے گا۔ ایسے نوجوانوں کو اس طرف توجہ دلانی چاہیئے کہ عقل یہ کہتی ہے کہ

کسی مسئلہ کے متعلق

اگر سَو حوالے ہیں تو کسی ایک حوالہ سے کوئی نتیجہ نہیں نکالنا چاہیئے۔ بلکہ نتیجہ نکالنے کے لئے ضروری ہے کہ سَو کے سَو حوالے پڑھے جائیں۔ اس لئے یا تو سارے حوالے خود پڑھو یا جن لوگوں نے وہ حوالے پڑھے ہیں ان سے وہ حوالے سنو

غیر اقوام کو تبلیغ کرنے کے سلسلہ میں فرمایا:-

غیر اقوام کو

اسلام کی طرف لانے کیلئے

ہمیں انہیں جھنجھوڑنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ اسلام کی اشاعت کے کئی سامان کر رہا ہے کہیں زلزلے آ رہے ہیں کہیں طوفان آ رہے ہیں۔ اب ایسی جگہوں پر سیلاب آ رہے ہیں جہاں سیلاب کے متعلق انسان سوچ ہی نہیں سکتا تھا۔ مثلاً اب الجزائر میں سیلاب آیا ہے۔

کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا

کہ الجزائر میں سیلاب آئے گا۔ مغربی افریقہ اور میڈیٹیرین ممالک کے درمیان کا صحرا چار ہزار سال قبل مسیح باغ بن گیا تھا دو ہزار سال تک وہاں بارش ہوتی رہی اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بارشوں کو حکم دیا کہ اب تم نے یہاں نہیں برسنا۔ اور وہ علاقہ صحرا بن گیا۔ پس جہاں پانی بہت ہے وہاں کے لوگوں کو بھی مغرور نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو حکم ہی دینا ہے اس کی رحمت اور رضا کے لئے مجاہدہ کرتے رہنا چاہیئے ٭

شیموگہ کے واقفِ عارضی کا تبلیغی دورہ

مکرم خضر محمود صاحب آف شیموگہ نے اس سال کے آغاز میں اپنے وقف کے سلسلہ میں چک منگلور کا دورہ کیا۔ یہ موصوف کا پہلا تبلیغی دورہ ہے۔ موصوف نے اس سفر میں شہر کے معززین سے ملاقات کی اور شہر کے ایک درجن منتخب افراد سے مل کر تبادلہ خیالات کرتے ہوئے سلسلہ احمدیہ سے متعلق ان کی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا۔ نیز ہر فرد کو اس کے مناسب حال لٹریچر دیکر صحیح معلومات حاصل کرنے کی تلقین کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے سفر کے خوشکن نتائج ظاہر فرمائے۔ انہیں اجر عظیم بخشے اور دوسرے واقفین کو بھی اس سال بہتر سے بہتر رنگ میں کام کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

عنقریب مکرم ڈاکٹر محمد حسین صاحب میسور میں تبلیغ کے سلسلہ میں روانہ ہو رہے ہیں موصوف کی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار حکیم محمد دین مبلغ انچارج میسور سٹیٹ مقیم بنگلور

مستطیع احباب جماعت کی خدمت میں ایک نہایت ضروری گزارش

نصابی کتب کی خرید کے سلسلہ میں صدر انجمن احمدیہ قادیان نے نظارت ہذا کے بجٹ میں صرف دو سو روپے کی رقم بطور امداد برائے نادار طلباء کی گنجائش رکھی ہے۔ جبکہ مقامی اور بیرونی جماعتوں کے نادار طلباء کی طرف سے اکثر درخواستیں موصول ہوتی رہتی ہیں۔

اگر احباب جماعت اپنے ان غریب بچوں کی تعلیمی امداد کا خیال رکھتے ہوئے اس مد میں بھی کچھ نہ کچھ رقم مداومت کے ساتھ ارسال کرتے رہا کریں تو یہ بھی ایک صدقہ جاریہ ہے۔

لہٰذا توقع کی جاتی ہے کہ احباب اس کارِ خیر میں باقاعدہ اور زیادہ سے زیادہ حصہ لیکر عنداللہ ماجور ہوں گے۔

ناظر تعلیم قادیان

تقریر جلسہ سالانہ

قسط سوم

ذکرِ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام

از مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے وکیل المال تحریک جدید قادیان

۲۳- حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی بیہ بھی بیان کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں عیسائیوں نے ہندوستان میں مدارس، شفاخانوں، اور پادریوں کے ذریعہ اپنا جال پھیلایا تھا۔ ڈنگہ ضلع گجرات میں بھی اسی طرح تدبر و تنظیم سے مسلمانوں کے ہر طبقہ پر عیسائیت نے گہرا اثر کیا حتیٰ کہ نوجوان بغاوت پر اتر آئے۔ ان کو کچھ ایسی چاٹ لگی کہ وہ خود کھچے چلے آتے اور انہوں نے والدین اور اقارب کو چھوڑنا منظور کر لیا لیکن پادری صاحبان کے ہاں جانا ترک کرنا پسند نہ کیا۔ کئی نوجوانوں نے اپنے والدین کو کھلے نوٹس دے دئے اور کئی چپکے سے گھر چھوڑ کر وہاں چلے گئے جہاں پادریوں نے لے جانے کو کہا ایک نوجوان محمد الدین نام نے عیسائیت کا اتنا گہرا اثر لیا کہ والدین اور بہن بھائیوں سے جدا ہو کر کہیں غائب ہو گیا۔ مدت بعد خبر ملی کہ وہ عیسائیت کے گڑھ گوجرانوالہ میں پہنچایا جا چکا ہے۔ تو اس کی والدہ ماما کے ساتھ وہاں پہنچی۔ چونکہ اس کے دل میں ایک تڑپ تھی اور وہ ما فی الضمیر ادا کرنے پر قادر تھی اس سے سنگدل ڈنگ بھی موم ہو گئے اور اس کے بیٹے کے ساتھ جسے چھپا کے رکھا گیا تھا ملاقات کا موقعہ دیا گیا۔ ماں نے سمجھانے اور دل نرم کرنے کا کوئی طریق نہ چھوڑا مگر بیسود وہ واپس آئی لیکن قرار کہاں۔ پھر جا کر ملی لیکن اس کے بیٹے کی زبان کی قینچی پہلے سے بھی زیادہ تیز ہو گئی تھی۔ اسی دفعہ بھی ماں ناکام لوٹی۔ اس کے دل میں غیرت تھی اور دعا کا نسخہ بھی اسے مل چکا تھا۔ وہ دعاؤں میں مصروف رہنے لگی۔ وہ پُر امید تھی اسے معلوم تھا کہ اس ڈنگہ کا ایک نوجوان قادیان پہنچ کر دجالی فتنہ سے محفوظ ہو چکا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کی آہ و زاری سنی اس کا بیٹا پہلے تپ محرقہ سے بیمار ہوا۔ پھر مرض نے سِل اور دق کی صورت اختیار کر لی۔ جب علاج معالجہ بیکار ثابت ہوئے اور اس کی حالت نہایت نازک ہو گئی تو مجبور ہو کر ان لوگوں نے اس کی ماں کو اطلاع دی۔ منت خوشامد کر کے اجازت حاصل کر کے اپنے نیم جان بیٹے کو گھر لے آئی۔ علاج اور خدمت سے وہ کچھ سنبھلا تو والدہ نے ایک احمدی سے میل ملاقات کا انتظام کیا جہاں بحث مباحثہ اور سوال جواب ہوتے۔

اس کے روحانی اور جسمانی دونوں مرض ہی لاعلاج پا کر اس احمدی دوست نے اسے مشورہ دیا کہ اپنے بیٹے کو قادیان لے آئے جہاں دونوں قسم کے علاج میسر ہیں۔ چنانچہ وہ بیٹے کو علاج کے لئے رضامند کر کے قادیان لے آئی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ساری تفصیل عرض کی۔ حضور نے تسلی دلائی اور قیام وغیرہ کا انتظام کرا دیا حضرت مولوی نور الدین صاحب حضورؑ کے ارشاد سے علاج کرنے لگے حضور اس نوجوان کو بعض نمازوں کے بعد مسجد میں بلوا لیتے۔ اعتراضات اور شبہات پیش کرنے کا موقع دیتے۔ حضور جواب دیتے اور نہایت محبت نرمی اور توجہ سے سمجھاتے۔ یہ سلسلہ کئی ماہ تک جاری رہا۔ چند ہی روز میں یہ بات کھل گئی کہ اس کی نیت بخیر نہیں۔ وہ کج بحثی۔ ضد شرارت اور خباثت کا مظاہرہ کرتا۔ وہ نہایت بے غیرت تھا۔ کبھی مجلس میں آنے سے گریز کرتا۔ کبھی بد زبانی پر اتر آتا۔ کہ کوئی اسے مارنے پر اتر آئے۔ یا حضور اسے نکلوا دیں اور اس طرح وہ نجات حاصل کرے۔ غرض تحقیق حق اسے مطلوب نہ تھی۔

اس کی والدہ ان حالات کی وجہ سے خوف کھاتی۔ مبادا حضرت اقدسؑ جواب ہی دے دیں اور حضور کی خدمت میں بمنت درخواستیں کرتی کہ اس کے بیٹے کی بد زبانی وغیرہ سے درگزر کریں اور اس کا ہاتھ نہ چھوڑیں ایک مرتبہ کلمہ پڑھا دیں پھر چاہے مر جائے مجھے اس کا غم نہیں۔ فکر ہے تو یہی کہ کافر نہ مرے حضورؑ اس نوجوان کی ایسی باتوں سے نہ مایوس ہوئے نہ گھبرائے بلکہ پورے استقلال اور ضبط و تحمل سے اللہ تعالیٰ کی خاطر اس کی روحانی بہتری میں مصروف رہے۔ وہ تمام لوگوں سے ملتا تھا۔ مضافات قادیان۔ بٹالہ اور گورداسپور وغیرہ کے لوگوں سے اس کے تعلقات ہو چکے تھے۔ وہ اس زمانہ میں میٹرک پاس تھا۔ اس نے مخفی طور پر بٹالہ کے عیسائیوں سے ساز باز کی۔ اور اسی لئے گستاخی اور شرارت میں بڑھنے لگا۔ اور دو تین بار قادیان سے بھاگ کھڑا ہوا۔ تا بٹالہ پہنچ کر محفوظ ہو جائے۔ لیکن اس کی والدہ کی چوکسی کی وجہ سے وہ ہمیشہ ناکام رہا۔ ایک دفعہ جون کی کڑکتی دھوپ میں دوپہر کو وہ بھاگ نکلا۔ اس کی والدہ نے نہایت سراسیمگی میں کچھ نقدی ہمیں دینا چاہی۔ اس کی گریہ و بکا وغیرہ کی وجہ سے بات سمجھ نہ آتی تھی جب سمجھ آئی تو حضورؑ کی خدمت میں عرض کرنے کو کہا۔ حضور آرام فرما رہے تھے۔ اس کی تکلیف اور بیقراری کی تاب نہ لا کر بیقرار ہو کر کھڑے ہو گئے۔ مطلب پا کر حکم بھیجا کہ فوراً جاؤ اور محمد دین جہاں کہیں ملے پکڑ لاؤ۔ اور خود اس خاتون کو تسلی دی اور فرمایا تمہارا بیٹا آ جائے گا۔

حضرت بھائی جی بیان کرتے ہیں کہ حکم پاتے ہی ہم چار پانچ افراد جس حال میں تھے ننگے سر یا ننگے پاؤں بھاگ کھڑے ہوئے۔ چھ میل کی سرگرم دوڑ کے بعد ہمیں موضع وڈالہ گرنتھیاں اور موضع دیوانی وال کے وسط میں ایک جسم نظر پڑا۔ وہ یہی نوجوان تھا جو ہمیں دیکھ کر ایک کھیت میں گویا رفع حاجت کے لئے بیٹھ گیا جب وہ اٹھنے میں نہ آیا تو مجبور ہو کر ہم اس کے پاس پہنچے تو وہ ڈانٹ ڈپٹ اور گالی گلوچ پر اتر آیا۔ ہماری طرف سے حکمت اور نرمی کا سلوک دیکھ کر وہ نرم ہوا لیکن وہ بٹالہ کی طرف جانا چاہتا تھا۔ پھر اس نے تکان اور چل نہ سکنے کا عذر کیا۔ اس کی نظریں بار بار بٹالہ کی طرف اٹھتی دیکھ کر ہم نے اسے پیٹھ پر اٹھایا۔ ایک چادر سے اس پر سایہ کیا۔ کہیں اسے چلایا۔ ایک یکہ آیا تو اس پر اسے بٹھلا کر قادیان لائے۔ اس کی والدہ نے حضور علیہ السلام کو اطلاع دی۔ حضور خوش ہوئے۔ دعائیں دیں اور زیادہ نیک اور محبت کے سلوک کی تاکید کی۔ اور تشریف لے جا کر محمد دین کو صرف یہ فرمایا کہ آپ کو اگر سیر کا خیال تھا تو ہم سے کہتے۔ ہم خود اس کا انتظام کر دیتے۔ آپ نے بے فائدہ تکلیف پائی۔ والدہ کی تکلیف کا بھی آپ کو خیال نہ آیا۔

بالآخر محمد دین کی روحانی بیماری دور ہونے لگی۔ اور اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اور نمازیں پڑھنے لگا۔ اور حضور کی اجازت سے ماں بیٹا وطن واپس چلے گئے۔ عیسائی اس سے مایوس ہو چکے تھے۔ پھر بیماری کا غلبہ ہوا اور جلد ہی وہ بحالت ایمان وفات پا گیا۔

(الحکم ۲۱/۲۸ اکتوبر ۱۹۳۹ء و اصحاب احمد جلد نہم صفحہ ۲۰۸ تا ۲۱۶)

۲۴- حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت اقدسؑ کو خارش کی بہت تکلیف ہو گئی۔ تمام ہاتھ بھرے ہوئے تھے۔ لکھنا یا دوسری ضروریات کا سرانجام دینا مشکل ہو گیا۔ علاج بھی برابر کرتے تھے مگر خارش دور نہ ہوتی تھی۔ ایک دن میں عصر کے قریب حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپؑ کے ہاتھ بالکل صاف ہیں۔ مگر آنسو بہہ رہے ہیں۔ میں نے اس سے پہلے کبھی آپؑ کے آنسو اس طرح بہتے نہ دیکھے تھے۔ میرے دل کی عجیب کیفیت ہوئی۔ میں نے جرأت کر کے پوچھا کہ حضور! خلاف معمول آج آنسو کیوں بہہ رہے ہیں؟ فرمایا کہ میرے دل میں ایک معصیت کا خیال گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے کام تو اتنا بڑا میرے سپرد کیا ہے اور ادھر صحت کا یہ حال ہے کہ آئے دن کوئی نہ کوئی شکایت رہتی ہے۔ اس پر مجھے الہام ہوا کہ "ہم نے تیری صحت کا ٹھیکہ لیا ہے؟" اس سے میرے قلب پر سخت ہیبت طاری ہے کہ میں نے ایسا خیال کیوں کیا۔ ادھر تو یہ الہام ہوا مگر جب اٹھا تو ہاتھ بالکل صاف ہو گئے۔ اور خارش کا نام و نشان نہ رہا۔ ایک طرف اس پُر شوکت الہام کو دیکھتا ہوں دوسری طرف اس فضل و رحم کو۔ تو میرے دل میں یہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال اور اس کے کرم کو دیکھ کر انتہائی جوش پیدا ہو گیا ہے اور بے اختیار آنسو جاری ہو گئے ہیں

حضرت منشی صاحبؓ نے جب یہ واقعہ بیان کیا تو خود بھی چشم پُر آب ہو گئے۔ فرماتے تھے کہ میں نے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنسو بہتے دیکھے تو میرے دل میں یہ آیا کہ کوئی خاص صدمہ ہوا ہے اور میں اس کی تلافی کے لئے اپنے نفس میں ہر قسم کی قربانی کا صحیح جوش پاتا تھا۔ میری طبیعت میں اس قدر کرب اور اضطراب پیدا ہوا کہ میں نے مجنونانہ حضورؑ سے سوال کر دیا اور آپؑ نے جب اس کی وجہ بتائی تو میری محبت اور ادب کا رنگ بہت تیز ہو گیا۔ فرماتے تھے کہ میں تو پہلے ہی یقین کرتا تھا کہ حضرت کو اپنے مولا پر ناز ہے۔ لیکن جب اس واقعہ کو بچشم خود دیکھا تو باوجودیکہ آپ سے انتہائی محبت اور بے تکلفی تھی۔ مگر طبیعت میں ادب اور آپ کی عظمت بہت بڑھ گئی۔ اور پھر تو میں اپنی طبیعت پر جبر کر کے آپؑ کے چہرے کو دیکھتا تھا۔ کیونکہ اسی دن سے طبیعت پر آپؑ کی شان و شوکت کا دوسرا رنگ نمایاں ہو گیا

(اصحاب احمد جلد چہارم طبع دوم صفحہ ۹۴/۹۵)

۲۵- حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے تو اللہ تعالیٰ کی محبت نے ایسی محویت دی تھی کہ

تمام چیزیں سوائے اس کے مجھے ہرگز نہ بھاتی تھیں۔ میں ہرگز ہرگز حجرہ سے باہر قدم رکھنا نہیں چاہتا تھا۔ میں نے ایک لمحہ بھی شہرت کو پسند نہیں کیا اور تنہائی ہی مجھ کو بھاتی تھی۔ شہرت اور جماعت کو جس نفرت سے میں دیکھتا تھا اس کو خدا ہی جانتا ہے۔ خدا نے مجھ پر جبر کر کے اس سے مجھے باہر نکالا۔ اس نے میری خلاف مرضی کیا کیونکہ وہ ایک کام لینا چاہتا تھا جس کے لئے اس نے مجھے پسند کیا اور اپنے فضل سے مجھ کو اس عہدۂ جلیلہ پر مامور فرمایا۔ یہ اسی کا اپنا انتخاب اور کام ہے میرا اس میں کچھ دخل نہیں۔ میں نے بار بار دعائیں کیں کہ مجھے میرے خلوت کے حجرے میں چھوڑ دیا جائے۔ لیکن بار بار یہی حکم ہوا کہ اس سے نکلو اور دین کا کام جو سخت مصیبت کی حالت میں تھا اس کو سنوارو۔ انبیاء طبعاً شہرت کی خواہش نہیں کرتے۔ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی خلوت کو ہی پسند کرتے تھے۔ آپ عبادت کے لئے دور تنہائی میں غار حرا میں چلے جاتے تھے جو اس قدر خوفناک تھی کہ کوئی انسان وہاں جانے کی جرأت نہ کر سکتا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے جبر سے حضور کو حکم دیا کہ تنہائی جو پسند ہے اسے چھوڑ دیں تا جو محبت الٰہی ہوتی ہے وہ اس محبت کو چھپاتے ہیں۔ جس سے ان کے دل لبریز ہوتے ہیں، بلکہ اس کے اظہار پر وہ شرمندہ ہوتے ہیں۔ (ذکر حبیب صفحہ ۲۰۳ تا ۲۰۴)

۲۶۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کپورتھلوی بیان کرتے ہیں کہ میں جب قادیان میں ہوتا تو حضور کی ڈاک میرے سپرد ہوتی۔ میں ڈاک سنایا کرتا تھا۔ ایک خط پر لکھا تھا کہ کوئی دوسرا نہ کھولے۔ میں نے وہ حضور کے پیش کر دیا۔ حضور نے فرمایا کھول کر سنائیں دوسرے کے لئے ممانعت ہے۔ ہم اور آپ کوئی دو ہیں۔ چنانچہ کھول کر یہ خط سنا دیا۔ حضرت منشی صاحب رضی اللہ عنہ یہ روایت سناتے وقت ہمیشہ پرآب ہو جاتے اور کہتے کہ کہاں خدا کا پیارا مسیح۔ اور کہاں یہ عاجز گنہگار۔ مگر حضور کی نوازش کو دیکھو (اصحاب احمد جلد چہارم طبع دوم صفحہ ۱۰۳)

۲۷۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو والہانہ محبت اور عشق تھا اس بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے تھے کہ حضرت میاں عبد اللہ صاحب رضی اللہ عنہ سنوری ایک دفعہ قادیان آئے۔ حضور ان سے کوئی کام لے رہے تھے۔ اس لئے جب چھٹی ختم ہو گئی۔ اور انہوں نے واپسی کے لئے اجازت چاہی تو فرمایا کہ ابھی ٹھہر جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے مزید رخصت کے لئے درخواست بھجوا دی مگر محکمہ کی طرف سے جواب آیا کہ اور چھٹی نہیں مل سکتی۔ انہوں نے اس کا ذکر کیا تو حضور نے پھر فرمایا کہ ابھی ٹھہرو۔ چنانچہ انہوں نے لکھ دیا کہ میں ابھی نہیں آ سکتا۔ اس پر محکمہ والوں نے انہیں برخاست کر دیا۔ چار یا چھ مہینے جتنا عرصہ حضور نے انہیں رہنے کے لئے کہا تھا وہ ٹھہرے رہے۔ جب واپس گئے تو محکمہ نے یہ سوال اٹھا دیا کہ جس افسر نے انہیں برخاست کیا ہے اسے برخاست کرنے کا حق ہی نہیں تھا۔ چنانچہ آپ کو پھر اپنی جگہ پر بحال کر دیا گیا۔ اور گزشتہ مہینوں کی جو قادیان میں گزار گئے تھے تنخواہ بھی مل گئی۔

اسی طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کپورتھلوی سناتے تھے کہ میں جب سررشتہ دار ہو گیا تو ایک دفعہ مسلیں وغیرہ بند کر کے قادیان چلا آیا۔ تیسرے دن اجازت چاہی تو حضور نے فرمایا ابھی ٹھہریں۔ پھر عرض کرنا مناسب نہ سمجھا کہ آپ ہی فرمائیں گے اس پر ایک مہینہ گزر گیا۔ ادھر مسلیں میرے گھر پر تھیں عدالت کا کام بند ہو گیا۔ اور سخت خطوط آنے لگے۔ مگر یہاں یہ حالت تھی کہ ان خطوط کے متعلق وہم بھی نہ آتا تھا۔ حضور کی صحبت میں ایک ایسا لطف اور محویت تھی کہ نہ نوکری کے جانے کا خیال تھا اور نہ کسی باز پرس کا اندیشہ۔ آخر ایک نہایت ہی سخت خط آیا جو میں نے حضرت صاحب کے سامنے رکھ دیا۔ پڑھا اور فرمایا لکھ دو ہمارا آنا نہیں ہوتا۔ میں نے یہی الفاظ لکھ کر مجسٹریٹ کو بھجوا دیئے۔ اس پر ایک مہینہ اور گزر گیا۔ تو ایک دن فرمایا کتنے دن ہو گئے۔ پھر آپ ہی گننے لگے اور فرمایا اچھا اب چلے جائیں۔ میں چلا گیا اور کپورتھلہ پہنچ کر لالہ ہرچند اس مجسٹریٹ کے مکان پر گیا تاکہ معلوم کروں کہ کیا فیصلہ ہوا ہے انہوں نے کہا منشی جی! آپ کو مرزا صاحب نے نہیں آنے دیا ہوگا۔ میں نے کہا کہ ہاں۔ تو کہنے لگے کہ ان کا حق مقدم ہے

(الفضل ۲۰ اگست ۱۹۴۱ء و اصحاب احمد جلد چہارم طبع دوم صفحہ ۶۹)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کپورتھلوی کی وفات پر ایک طویل خطبہ میں ہر دو واقعات مذکورہ بالا سنائے اور یہ بھی بتایا کہ ایسے بزرگوں کے لئے دعا کرنا اپنے لئے برکات کا موجب ہے۔ ایسے لوگ ایک نبی کی بابرکت صحبت سے بابرکت بن جاتے ہیں جیسے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی مائیں قرار دیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا وجود اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر کے ان کی برکت سے دعا کرتے تھے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ مزید فرماتے ہیں کہ ان بزرگوں کو صحابی اور پھر ابتدائی صحابی بننے کی توفیق اللہ تعالیٰ نے عطا کی اور ان کی والہانہ محبت کے نظارے ایسے ہیں کہ دنیا ایسے نظارے صدیوں دکھانے سے قاصر رہے گی۔ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابی اپنے اعلیٰ کارنامے پیش کریں تو ہم ان کے سامنے فخر کے ساتھ اپنے ان صحابہ رضی اللہ عنہم کو پیش کر سکتے ہیں۔ اور یہ جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ میری امت اور مہدی کی امت میں کیا فرق ہے کونسی زیادہ بہتر ہے تو درحقیقت ایسے ہی لوگوں کی نسبت فرمایا۔ یہ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح ہر قسم کی قربانیاں کرنے والے تھے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر قسم کے مصائب برداشت کرنے کو تیار رہتے تھے یہ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہزاروں نشانات کا چلتا پھرتا ریکارڈ تھے جنہیں ہم دفن کر دیتے ہیں۔ ان کے نقش قدم پر چلو۔ اگر ہم نے ان رجسٹروں کی نقلیں کر لی ہیں تو یہ ہمارے لئے خوشی کا مقام ہے

(الفضل ۲۰ اگست ۱۹۴۱ء و اصحاب احمد جلد چہارم طبع دوم صفحہ ۷۵ تا ۷۶)

احباب کرام! حضور کی ولادت پر ایک سو پینتیس برس اور وصال پر اکسٹھ برس بیت چکے ہیں اور اب تو حضور کے قدیم صحابہ کرام میں سے صرف ایک دو ہی اور عام صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے بھی معدودے چند ہی رہ گئے ہیں۔ ہندوستان میں صرف پانچ صحابہ اور ایک صحابیہ زندہ ہیں۔ اب بعد میں آنے والوں پر تمام عظیم ذمہ داریاں پڑ رہی ہیں حضور علیہ السلام اپنے متعلق فرماتے ہیں ؎

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

کہ آج میری قوم میرے مقام کو شناخت نہیں کرتی ایک دن آئے گا کہ میرے اچھے وقت کو لوگ رو رو کر یاد کریں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضور کے مقام کی قدر کرنے اور حضور کی سچی پیروی کرنے کی توفیق عطا کرے آمین

مکرم بابو غلام رسول صاحب آف چمبہ وفات پا گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

دنیا کی ہر شے فانی اور لاشئے محض ہے۔ سوائے اللہ جلشانہٗ کی ذات بابرکات کے کہ وہ لافانی ازلی اور ابدی ہے۔ ہماری نظریں مشاہدہ کرتی ہیں کہ دیکھتے ہی دیکھتے کتنوں کو موت اپنے آغوش میں لے لیتی ہے۔ لیکن کسی کے ذہن میں ذرا بھی کھٹکا نہیں ہوتا لیکن بعض وجود ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی حسین یادیں اور کارہائے نمایاں دلوں میں گھر کر جاتے ہیں۔ ان کی موت دوسروں کے لئے قابل رشک ہوتی ہے۔

مکرم بابو غلام رسول صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چمبہ ایسے ہی وجودوں میں سے تھے آپ ۱۰ ۔ کو اچانک حرکتِ قلب بند ہو جانے کی وجہ سے اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ احمدیت کے دیوانے اور شیدائی تھے۔ سنہ ۱۹۳۰ء میں آپ نورِ احمدیت سے منور ہوئے۔ اور اس آسمانی قرنا اور ربانی ہدایت کی بلند صدا پر لبیک کہا۔ احمدیت کی راہ میں آپ نے بہت دکھ اٹھائے۔ مدت دراز تک باشندگانِ چمبہ نے آپ سے بائیکاٹ رکھا اور معاندینِ احمدیت کی طرف سے ہر قسم کے نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ لیکن باوجود ان تمام مخالفتوں کے آپ ایک غیر متزلزل پہاڑ کی طرح آخری دم تک حق و صداقت پر قائم رہے بلکہ اپنے حسن اخلاق حسنِ تکلم، تقویٰ، طہارت اور پاکیزگی کی وجہ سے بہتوں کی ہدایت کا موجب بنے اور آپ کے نیک نمونہ کو دیکھ کر کئی دوست احمدی ہوئے۔ ایک مرتبہ آپ کو ملازمت سے برطرف کر دیا گیا لیکن آپ چونکہ حق پر تھے لہٰذا ملازمت کی پرواہ نہ کی۔ آپ پنجگانہ نمازوں کے علاوہ نماز تہجد کے بہت پابند تھے۔ اور دعا آپ کا مشغلۂ خاص تھا۔ آپ کی وفات سے تین روز قبل آپ کی اہلیہ محترمہ نے خواب دیکھا کہ ہم نے گھر کا تمام اثاثہ جمع کر کے گھوڑوں پر لاد دیا ہے اور قادیان جا رہے ہیں اور یہی طے پایا کہ اب ہم قادیان میں رہیں گے۔ صبح کو یہ خواب محترم بابو صاحب مرحوم کو سنائی تو وہ ہنس کر بولے خواب مبارک ہے اب قادیان جانا ہے۔ تین روز کے بعد آپ خدا کو پیارے ہو گئے ۔۔ کو گیارہ بجے پُرنم آنکھوں سے آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔ جنازہ کے ساتھ غیر احمدی اور غیر مسلم معززین بھی قبرستان تک گئے۔ آپ کی وفات سے جماعت چمبہ میں جو خلا پیدا ہوا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے پُر کرے۔ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے۔

خاکسار بشارت احمد مبلغ جماعت احمدیہ چمبہ (ہماچل)

تقریر جلسہ سالانہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انذاری اور تبشیری پیشگوئیاں

از مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

قسطِ اوّل

انسان کا اس دنیا میں آنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک کی معرفت حاصل کرکے اس کے کہنے کے مطابق اپنی زندگی گزارے خدا کی ذات وراء الوراء ہے۔ بندہ اسے مادی آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتا۔ وہ خود بندوں تک پہنچتا اور اپنے خاص بندوں سے کلام کرکے اَنَا الموجود کا ثبوت دیتا ہے۔ یہ خاص بندے رسول، نبی، رشی، منی اور اوتار وغیرہ مختلف ناموں سے یاد کئے جاتے ہیں۔ چونکہ وہ خدا کے نمائندے ہوتے ہیں خدا ان پر اپنی رضامندی کی راہیں کھولتا ہے اور ان کے ذریعہ اس زمانے کے باقی سب لوگوں کو صحیح ڈھنگ سے زندگی گزارنے کا طریق بتاتا ہے۔ خدا کے بتائے ہوئے طریقوں پر چلنے سے ان کی زندگی سُکھ چین کے ساتھ گزرنے کے امکان روشن ہوتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ جو شخص اپنے آقا کا زیادہ مطیع، فرمانبردار اور Obedient ہے۔ اس کے اشارہ کو سمجھ کر اس کی منشاء کے مطابق عمل کرتا ہے لازمی بات ہے کہ آقا اس سے خوشنود ہو اور انواع و اقسام کے انعامات سے نوازے۔ اس کی جملہ ضروریات کا خود خیال رکھے اور ہر قسم کے فکر و بلا کے وقت اسے اپنے آقا کی حمایت حاصل ہو۔ برعکس اس کے جو شخص اپنے آقا اپنے محسن اپنے خیر خواہ کی حکم عدولی کرتا ہے اس کی ہدایات اور مشوروں پر عمل نہیں کرتا نہ صرف یہ کہ سُکھ اور چین سے محروم رہتا ہے بلکہ طرح طرح کے دُکھ اور تکالیف اٹھاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو بیمار اپنے ہمدرد ڈاکٹر اور خیر خواہ معالج کی بتائی ہوئی پابندیوں کو قبول نہیں کرتا نہ تو ڈاکٹر اس پر خوش ہوتا ہے اور نہ صحت و تندرستی کا وہ منہ دیکھتا ہے ؎

مریضِ بد پرہیز نہ بیند روئے صحت را

انبیاء اور مرسلین، رشی اور منی بھی اپنے وقت کے روحانی طبیب اور ڈاکٹر ہوتے ہیں۔ انہیں بھی دو طور کی پوزیشن حاصل ہوتی ہے۔ ایک طرف تو انہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے انواع و اقسام کی بشارتیں ملتی ہیں جن کے وارث صرف وہی لوگ بنتے ہیں جو ان کی ہدایتوں کی تابعداری کرتے ہیں اور جو لوگ ان ہدایتوں سے رُوگردانی کرتے اور احکام الٰہی کی بجا آوری سے سرتابی کرتے اور گستاخی، بے ادبی اور بے باکی سے پیش آتے ہیں انہیں بُرے اور تکلیف دہ انجام سے متنبہ کرتے ہیں۔ اسی توجہ سے وہ نذیر کہلاتے ہیں۔

جب سے انسان اس دنیا میں آباد ہوا ہے ہر زمانہ میں ایسے ایسے خیر خواہوں، محسنوں اور ہمدردوں کی ضرورت رہی ہے جو جسمانی اور روحانی لحاظ سے اس کی صحت و توانائی کو برقرار رکھنے والے اصول و قواعد سے آگاہی بخشیں۔ غیر مفید اور مضرِ صحت اسباب و عوامل سے متنبہ کریں اور روکیں۔

بھائیو! ہمارا یہ زمانہ بھی اس قانونِ قدرت سے مستثنےٰ نہیں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ اس زمانہ میں بھی طرح طرح کی بے اعتدالیاں اور گناہوں کی کثرت، مذہبی امور میں خدا کی ہدایتوں کی خلاف ورزی، بجائے نیکی کے ہر جگہ بے راہ روی کا عام چلن ہے۔ ان حالات میں ناممکن تھا کہ دنیا کا خالق و مالک دنیا والوں کو اس حالت میں رہنے دیتا اور ان کی ہدایت کا سامان نہ کرتا۔ اسے اپنی مخلوق کے ساتھ اُس محبت اور شفقت سے کہیں زیادہ محبت ہے جو مہربان ماں باپ کو اپنی اولاد کے لئے ہوتی ہے۔ کیونکہ سبھی لوگ اس کے ہاتھ کی صنعت ہیں اور اسی کے بندے ہیں۔ وہ نہیں چاہتا کہ اس کے بندے بُرے راستے پر چل کر اپنی زندگی گناہوں سے آلودہ کریں اس کی ناراضگی مول لے کر اس کے غضب کا مورد بنیں۔

علمی ترقی کے موجودہ دور میں جب ہم دنیا کے مشہور مذاہب کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات روزِ روشن کی طرح سامنے آتی ہے کہ آخری زمانہ میں، جس کی بیشتر علامتیں اس زمانہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں ہر مذہب میں ایک روحانی مصلح کے آنے کی خبر دی گئی ہے گو ایسی خبریں مختلف زمانوں میں اور مختلف بزرگوں کی طرف سے بیان ہوئی ہیں لیکن عجیب بات یہ ہے کہ

۱۔ ظاہر ہونے والے موعود کے زمانے کی نسبت ہر مذہب نے اپنے اپنے طور پر جو جو علامات بیان کی ہیں وہ سب کی سب ہمارے اس زمانہ پر چسپاں ہوتی ہیں

۲۔ آنے والی برگزیدہ شخصیت کی نسبت اگرچہ ہر مذہب نے اپنے اپنے طور پر تفصیلات بیان کی ہیں لیکن سب کے الگ الگ بیان سے جس مقدس وجود کی تعیین ہوتی ہے وہ ایک ہی ہے۔ جسے دیکھنے والے اپنے اپنے رنگ میں دیکھ سکتے ہیں اور سب کی علامتیں اس کے وجود میں ظاہر ہوتی ہیں۔ بلفظِ دیگر وہ موعود اقوامِ عالم ہے۔ چنانچہ موجودہ زمانہ کی سائنسی ترقی نے تو ایک اور ایک دو کی طرح ثابت کر دیا ہے کہ یہ زمانہ اجتماعیت کا ہے اور ساری دنیا کو ایک ہی پلیٹ فارم پر جمع کر دینے کا ہے۔ جس طرح مادی لحاظ سے ذرائع حمل و نقل میں محیّر العقول ترقی کے سبب ساری دنیا سمٹ کر ایک شہر اور ایک محلہ کی طرح ہو گئی ہے اور سب دوریاں ختم ہو گئی ہیں روحانی اور مذہبی نقطۂ نظر سے بھی یہ امر ضروری ہے کہ نوعِ انسانی کو ایک ہی سلک میں منسلک کر دیا جائے اور مذہبی خیالات بھی ایک ہی نقطہ پر جمع ہو جائیں۔

اگر ہر مذہب کے روحانی موعود کو علیٰحدہ علیٰحدہ مانا جائے تو پھر اتحاد نہ رہا۔ مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ جنہیں جماعت احمدیہ تمام اقوامِ عالم کا موعود سمجھتی ہے آپ کا یہ دعوےٰ ہے کہ ہر مذہب نے جو اپنے طور پر اس زمانہ کے اندر ایک روحانی وجود کی بعثت کی خبر دی ہے وہ موعود میں ہی ہوں۔ مجھے ہی خدا نے اس مقام پر کھڑا کیا ہے۔ میرے ذریعہ سے جملہ مذاہب کی قابلِ قدر پیشگوئیاں پوری ہوئی ہیں حقیقت یہ ہے کہ کسی طرح کا اتحاد اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ دلوں میں سچا ملاپ اور یگانگت پیدا نہ ہو۔ اور یہ کام دنیوی اور سیاسی لیڈروں کا نہیں۔ یہ کام تو ایک ایسی عظیم الشان روحانی شخصیت ہی کے ذریعہ مکمل ہو سکتا ہے جسے خدا خود اس منصب پر فائز کرے اور اپنی زبردست قدرت کے ساتھ اس کی تائید کرے۔

مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا یہ دعویٰ کوئی معمولی دعوےٰ نہیں اور نہ بے ثبوت اور بے دلیل ہے، بلکہ اپنے ساتھ خدا تعالیٰ کی زبردست تائیدات رکھتا ہے۔ اگرچہ اس کی تفصیل خاصی لمبی اور طویل ہے تاہم وقت کی رعایت کے پیشِ نظر چند ضروری امور پیشِ خدمت ہیں تا سامعین کو آپ کے اس اہم اور ضروری دعویٰ پر سنجیدگی سے غور کرتے ہوئے فیصلہ میں آسانی ہو

مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو بھی دوسرے تمام روحانی فرستادوں کی طرح بشیر اور نذیر ہونے کی حیثیت حاصل ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بھی ان دونوں صفات سے متصف بنا کر بھیجا گیا ہے۔

پسِ پردہ کیا ہے مستقبل نے اپنے پردوں میں کس طرح کے حالات اور عجیب و غریب انقلابات کو چھپا رکھا ہے، سوائے خدائے عالم الغیب کے اس کا کسی دوسرے کو علم نہیں البتہ اس نے اپنی کتاب عزیز قرآن مجید میں فرمایا ہے عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا (الجن ع ۲)

ترجمہ:۔ غیب کا جاننے والا وہی ہے اور وہ اپنے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا سوائے ایسے رسول کے جس کو وہ اس کام کے لئے پسند کرتا ہے اور اس رسول کی یہ شان ہے کہ اس کے دائیں بھی اور اس کے پیچھے بھی فرشتوں کی گارد چلتی ہے۔

اس زمانہ میں خدا کا سچا مامور اور مرسل ہونے کے لحاظ سے مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو بھی خدا تعالیٰ نے اپنے علمِ غیب سے وافر حصہ عطا فرمایا جسے آپ نے بغیر کسی تجبن کے اسی وقت شائع کرکے ساری دنیا میں پھیلا دیا۔

مستقبل کے بارہ میں ان عظیم الشان غیبی خبروں میں تبشیر (یعنی بشارت دینے) اور انذار (یعنی متنبہ اور ہوشیار کرنے) کی عظیم الشان خبریں بتائی گئی ہیں۔ یہ ایک زبردست خیال انگیز، حقیقت افروز اور پُرلطف مضمون ہے جس کی مختصر تفصیل اس وقت سامعین کے سامنے رکھی جاتی ہے۔

ہر سننے والے کا فرض ہے کہ ان باتوں کو بغور سنے اور ان کی صداقت اور سچائی کو پرکھنے کی کوشش کرے۔ اور اس کے بعد مجموعی رنگ میں مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اس دعوےٰ پر غور کرے جو خدا کا مامور اور اس زمانہ کا روحانی مصلح اور ریفارمر ہونے کے لحاظ سے ہے۔ اس طرح کے موازنہ کے ساتھ ہر سنجیدہ مزاج مفکر کو اس بات کے فیصلہ کرنے میں بڑی مدد ملے گی کہ ان ثابت شدہ حقیقتوں کی روشنی میں اس کو اپنا موقف کیا ہونا چاہیئے۔ مطلب یہ کہ جب اسے یہ بات روزِ روشن کے طور پر نظر آ جائے کہ ایسی عظیم الشان تبشیری اور انذاری باتوں کا قبل از وقت اظہار اور پھر ان کے پورا ہونے میں صاف طور پر قادرِ مطلق خدا کا ہاتھ ہے تو اسے یہ فیصلہ کرنا پڑے گا کہ کیا وہ ان صداقتوں کے ماننے والوں میں شامل ہو جاتا ہے تا ان بشارتوں کا حقدار بنے یا اپنے

آپ کو انکار کرنے والوں کی صف میں شامل کر بیٹھا چاہتا ہے۔ ایسی صورت میں ضروری ہے کہ وہ ان تنبیہات اور الٰہی Warning کو قبول کرنے کے لئے بھی تیار ہو جائے اور وہ سوچ لے کہ کیا اس کی طاقت میں ہے کہ خدا کی زبردست خفگی اور اس کی ناراضگی اس پر وارد ہو۔ !!

آیئے پہلے ہم ان عظیم الشان بشارتوں میں سے چند ایک پر غور کرتے ہیں جو مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو بطور پیشگوئی بتائی گئیں یا بلفظِ دیگر ہم چند تبشیری پیشگوئیوں کے ذکر سے بات کی ابتدا کرتے ہیں۔ اختصار کے پیشِ نظر ان کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات سے متعلق عظیم الشان تبشیری پیشگوئیاں

۲۔ آپؑ کی جماعت کے متعلق تبشیری پیشگوئیاں

۳۔ مرکزِ سلسلہ قادیان کے بارہ میں تبشیری پیشگوئیاں۔

—— تبشیری پیشگوئیوں کا وہ حصّہ جو مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اپنی ذات سے تعلق رکھتا ہے۔ ان میں

I۔ اوّل نمبر پر وہ عظیم الشان پیشگوئی ہے جس پر آج پورے سَو سال گزرتے ہیں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب براہینِ احمدیہ حصہ چہارم مطبوعہ ۱۸۸۳ء میں اس بشارت کا ان الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

(ا) "تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دے گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"

(ب) "مجھے اللہ جلّ شانہٗ نے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ وہ بعض امراء اور ملوک کو بھی ہمارے گروہ میں داخل کرے گا اور مجھے اس نے فرمایا کہ
'میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے'

(ج) یہ برکت ڈھونڈنے والے بیعت میں داخل ہوں گے اور ان کے بیعت میں داخل ہونے سے گویا سلطنت بھی اس قوم کی ہو گی
پھر مجھے کشفی رنگ میں وہ بادشاہ دکھائے بھی گئے۔ وہ گھوڑوں پر سوار تھے اور چھ سات سے کم نہ تھے"

حضور اپنے اس کشف کی مزید تشریح کرتے ہوئے حاشیے میں فرماتے ہیں:۔

"عالمِ کشف میں مجھے وہ بادشاہ دکھلائے گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے اور کہا گیا کہ یہ ہیں جو اپنی گردنوں پر تیری اطاعت کا جُوا اٹھائیں گے۔ اور خدا انہیں برکت دے گا۔"

(تذکرہ ص۹ و ص۱۰)

اس پیش خبری پر سو سال کا عرصہ گزرتا ہے۔ اس عرصہ میں خدا تعالیٰ نے آپؑ کو جس قدر مقبولیت بخشی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اور جہاں تک مخصوص طور پر اس الہام میں دی گئی بشارت کا تعلق ہے اس کے آثار بھی شروع ہو چکے ہیں۔ چنانچہ افریقہ کے ایک ملک گیمبیا کے گورنر جنرل نعضہ تعالیٰ ایک مخلص احمدی ہیں۔ الحاج الف ایم سنگھاٹے گورنر جنرل گیمبیا نے اپنے خلوص اور محبت کے جذبہ کے تحت برکت حاصل کرنے کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑے منگوائے اور ان سے برکت حاصل کی۔ ہمارا ایمان ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے آپؑ کو خبر دی تھی آئندہ بھی اس الٰہی بشارت کے مطابق بڑے بڑے بادشاہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے اور حضور کی مقبولیت سب میں پھیل جائیگی۔

II۔ دوسرے نمبر پر اس کے سات سال بعد ملنے والی بشارت سنئے۔ یہ ۱۸۷۶ء کا واقعہ ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے والد ماجد کی وفات کی خبر وقوع سے چند گھنٹے قبل بذریعہ الہام "وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ" ملی کہ یہ حادثہ آج غروبِ آفتاب کے بعد نازل ہو گا۔ حضور اپنی تصنیف "کتاب البریہ" میں اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"جب مجھے حضرت والد صاحب مرحوم کی وفات کی نسبت اللہ جلّ شانہٗ کی طرف سے یہ الہام ہوا ..... تو بشریت کی وجہ سے مجھے خیال آیا کہ بعض وجوہ آمدن حضرت والد صاحب کی زندگی سے وابستہ ہیں پر نہ معلوم کیا کیا ابتلاء ہمیں پیش آئے گا۔ تب اسی وقت یہ دوسرا الہام ہوا:۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ یعنی کیا خدا اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے۔ اور اس الہام نے عجیب سکینت اور اطمینان بخشا۔ اور فولادی میخ کی طرح میرے دل میں دھنس گیا۔ پس مجھے اس خدائے عزّوجل کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے اپنے مبشرانہ الہام کو ایسے طور پر مجھے سچا کر کے دکھلایا کہ میرے خیال اور گمان میں بھی نہ تھا۔ میرا وہ ایسا متکفّل ہوا کہ کبھی کسی کا باپ ہرگز ایسا متکفّل نہیں ہو گا"

(تذکرہ ص۲۲ بحوالہ کتاب البریہ ص۱۶۲ حاشیہ)

خدا تعالیٰ کے اسی احسانِ عظیم کا ذکر کرتے ہوئے حضورؑ نے بعد میں ایک موقعہ پر فرمایا:۔

لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ کَانَ اُکُلِی
فَصِرْتُ الْیَوْمَ مِطْعَامَ الْاَھَالِی

کہ کسی وقت دسترخوان کے بچے ہوئے ٹکڑے میرا کھانا ہوتے تھے۔ اب خدا کا فضل یہ ہے کہ میرے ذریعہ سے کئی گھرانے پل رہے ہیں !!

(باقی آئندہ)

آل انڈیا کانگریس کمیٹی (بمبئی) میں تبلیغ اسلام

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ بمبئی

ماہ دسمبر کا آخری ہفتہ بمبئی شہر کے لئے بڑا اتار چڑھاو رہا۔ عمائدین حکومت اور لیڈران سیاست کی آمد اور ہزارہا مہمانوں کی چہل پہل نے بمبئی کی فضا کو ہنگامے میں تبدیل کیا تھا۔ وزیر اعظم اندرا گاندھی کی قیادت میں مورخہ ۲۶ تا ۲۸ دسمبر کو بمبئی کے مشہور آزاد میدان میں آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا نہترواں سالانہ جلسہ اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہوا

مورخہ ۲۸ دسمبر بروز اتوار شام کے چار بجے کانگریس کا جلسہ عام منعقد کیا گیا جس میں شمولیت کے لئے ملک کے طول و عرض سے ہزاروں مندوبین نے شرکت کی تھی۔

جماعت احمدیہ کا یہ طریق رہا ہے کہ وہ اسلام کی تبلیغ کے سلسلہ میں ایسے کسی بھی موقع کو رائگاں نہیں جانے دیتی۔ چنانچہ جماعت احمدیہ بمبئی نے بھی اس موقع سے اپنی استطاعت کے مطابق خوب فائدہ اٹھایا اور نوجوانانِ احمدیت نے نہایت اخلاص و تندہی کے ساتھ یہ تبلیغی پروگرام سرانجام دیا۔ جس کی مختصر رپورٹ درج ذیل ہے:۔

مورخہ ۲۶ دسمبر ۶۹ء بروز جمعہ خطبہ میں خاکسار نے اس موقع کی اہمیت بتاتے ہوئے مورخہ ۲۸ دسمبر کو یوم تبلیغ منانے کا اعلان کیا۔ چنانچہ مذکورہ پروگرام کے مطابق کم و بیش تمام خدام اور انصار الحق بلڈنگ میں دو بجے بعد دوپہر سے جمع ہونے شروع ہوئے۔ اور مختلف اور ضروری لٹریچرز مختلف زبانوں میں چھانٹ کر رکھا۔ بعد نماز عصر تمام افراد مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ، مکرم قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ اور خاکسار کی قیادت میں مختلف گروپوں میں روانہ ہوئے۔ روانہ ہونے سے قبل سب احباب نے اجتماعی دعا کی۔

جب ہم ایک نظام کے تحت قریباً ۵ بجے A.I.C.C. گراؤنڈ میں پہنچے تو جلسہ شروع ہو چکا تھا۔ اور وسیع و عریض میدان پانچ چھ لاکھ نفوس سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا ہم مختلف گیٹوں (مقامات) میں پھیل گئے اور نہایت سلیقہ سے مختلف تبلیغی لٹریچرز چیدہ اور منتخب افراد اور مندوبین میں تقسیم کرنے لگے۔ اس طرح نہایت خوشگوار ماحول میں یہ تبلیغی مہم کسی قسم کی پریشانی یا دقّت کے بغیر سرانجام دینے کی توفیق ملتی رہی۔ تمام افراد نے خندہ پیشانی اور شکریہ کے ساتھ ہمارا لٹریچر قبول کیا۔ تقسیم لٹریچر کے دوران ایک عیسائی نوجوان کو طیش آگیا۔ اور یسوع مسیح کے نصائح خصوصاً پہاڑی وعظ کو بالائے طاق رکھ کر غصہ کی حالت میں انگریزی میں کہا کہ میں احمدیہ جماعت کو عرصہ سے جانتا ہوں۔ یہ سب بوگس ہے یسوع مسیح خدا تھا۔ خدا کا بیٹا تھا اور انسان تھا۔ اور یہ بات تم لوگوں کی سمجھ میں آنے والی نہیں ہے وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ عیسائی نوجوان نے سچ ہی کہا تھا ہمیں تسلیم ہے کہ یہ بات ہماری ہی کیا ہر عقلمند کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ مگر چونکہ وہ موقع بحث مباحثہ کا نہ تھا اس لئے میں نے عیسائی نوجوان کو احمدیہ مسلم مشن بمبئی کا ایڈریس دیتے ہوئے وہاں آنے کی دعوت دی اور کہا کہ وہاں آپ کے سارے شکوک و شبہات ایک پُر سکون ماحول میں بیٹھ کر دور کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ یا اگر آپ چاہیں تو اس پتہ پر مجھ سے خط و کتابت کر کے اپنے شبہات دور کر سکتے ہیں۔ ہم نے انہیں کچھ مزید لٹریچر بھی دیا۔

بہرحال خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور احبابِ جماعت کے بھرپور تعاون سے ۲۸ دسمبر کو یوم تبلیغ منایا گیا اور وسیع پیمانہ پر تبلیغی لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

درخواستِ دعا

خاکسار امسال ماہ مارچ میں پی یو سی کا امتحان دے رہا ہے۔ نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے

خاکسار عبد الحکیم۔ آسنور کشمیر

میاں غلام احمد رضا صاحب غیر مبائع سے میرا تبادلۂ خیالات

اور اس کی اصل حقیقت

از مکرم خواجہ عنایت اللہ صاحب راولپنڈی

قسط نمبر ۳

وہ متعدد حوالجات جن سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نبی ہونا ثابت ہوتا ہے ہم پھر لکھتا ہوں شاید کسی سعید روح کو ہدایت نصیب ہو جائے۔

۱۔ "پس یہ نہایت معزورانہ خیال ہے کہ کوئی یہ کہے کہ مجھے خدا کے نبیوں اور رسولوں کی ضرورت نہیں۔ اور نہ کچھ حاجت۔ اور ایسے خیال والا انسان اپنے تئیں دھوکہ دیتا ہے ..... اور خدا کا کلام غور سے پڑھو کہ وہ تم سے کیا چاہتا ہے۔ وہ وہی امر تم سے چاہتا ہے جس کے بارہ میں سورۂ فاتحہ میں تمہیں دعا سکھلائی گئی ہے۔ یعنی یہ دعا کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ پس جبکہ خدا تمہیں یہ تاکید کرتا ہے کہ پنج وقت یہ دعا کرو کہ وہ نعمتیں جو نبیوں اور رسولوں کے پاس ہیں وہ تمہیں بھی ملیں۔ پس تم بغیر نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ کے کیونکر پا سکتے ہو۔ لہٰذا ضرور ہوا کہ تمہیں یقین اور محبت کے مرتبہ پر پہنچانے کے لئے خدا کے انبیاء وقتاً بعد وقت آتے رہیں جن سے تم وہ نعمتیں پاؤ۔"

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۱ بار اوّل)

۲۔ "اس امت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸ حاشیہ)

۳۔ "اور خود حدیثیں پڑھتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہوں گے اور ایک ایسا ہوگا کہ ایک پہلو سے نبی ہوگا اور ایک پہلو سے امتی۔ وہی مسیح موعود کہلائے گا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰ حاشیہ)

ان ہر دو حوالجات سے یہ بالکل عیاں ہے کہ اس امت میں صرف ایک امتی نبی ہوا ہے اور وہ مسیح موعود علیہ السلام ہیں

۴۔ "اس مرکب نام (امتی نبی۔ ناقل) کے رکھنے میں حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ تا عیسائیوں پر سرزنش کا تازیانہ لگے کہ تم تو عیسیٰ بن مریم کو خدا بناتے ہو مگر ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس درجہ کا نبی ہے کہ اس کی امت کا ایک فرد نبی ہو سکتا ہے اور عیسیٰ کہلا سکتا ہے حالانکہ وہ امتی ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۴)

الفاظ "اس کی امت کا ایک فرد نبی ہو سکتا ہے" قابل غور ہیں۔

۵۔ "دونوں سلسلوں کا تقابل پورا کرنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ موسوی مسیح کے مقابل پر محمدی مسیح بھی شانِ نبوت کے ساتھ آئے۔ تا اس نبوت عالیہ کی کسرِ شان نہ ہو"

۶۔ "اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں سے اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔" حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰-۳۹۱)

اس حوالہ سے بالکل عیاں ہے کہ حضرت اقدس کی نبوت ولیوں والی نہیں ہے۔

۷۔ "طالب علم۔ کیا پہلے بھی کسی نے دعویٰ کیا کہ اسلام میں میں نبی ہوں؟

حضرت اقدس۔ پہلے کس طرح کوئی دعویٰ کر سکتا۔ وہ لوگ مامور نہ تھے کہ ایسا دعویٰ کریں اور میں مامور ہوں"

(بدر ۷ رجون ۱۹۰۵ء)

۸۔ "سائل نے سوال کیا کہ اگر اسلام میں اس قسم کا نبی ہو سکتا ہے تو آپ سے پہلے کوئی نبی ہوا؟

فرمایا۔ یہ سوال مجھ پر نہیں بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ہے انہوں نے صرف ایک کا نام نبی رکھا ہے اس سے پہلے کسی آدمی کا نام نبی نہیں رکھا۔ اس سوال کا جواب دینے کا اس واسطے میں ذمہ وار نہیں"

(بدر ۲۲ جون ۱۹۰۵ء)

۹۔ "میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں"

(آخری خط مندرجہ اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

۱۰۔ "آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں ولکل ان یصطلح اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے" تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)

۱۱۔ "سخت عذاب بغیر نبی قائم ہونے کے آتا ہی نہیں جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا پھر یہ کیا بات ہے کہ ایک طرف تو طاعون ملک کو کھا رہی ہے اور دوسری طرف ہیبتناک زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے اے غافلو! تلاش تو کرو شاید تم میں خدا کی طرف سے نبی قائم ہو گیا ہے جس کی تم تکذیب کر رہے ہو۔"

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۸)

۱۲۔ "اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ پس اس بناء پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۲)

۱۳۔ "اس عمارت میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی۔ یعنی منعم علیہم۔ پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیشگوئی کو پورا کرے۔ اور آخری اینٹ کے ساتھ بنا کو کمال تک پہنچا دے۔ پس میں وہی اینٹ ہوں...... اور میں منعم علیہم گروہ میں سے فرد اکمل کیا گیا ہوں" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۱۲)

منعم علیہم کے چار افراد ہیں ۱۔ نبی۔ ۲۔ صدیق۔ ۳۔ شہید اور ۴۔ صالحین ان چاروں میں اکمل گروہ انبیاء کا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی ہیں۔

۱۴۔ "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ دراصل یہ نزاع لفظی ہے خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو۔ اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں"

(بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

۱۵۔ "خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔"

(حقیقۃ الوحی حاشیہ صفحہ ۱۵)

۱۶۔ "ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ میں ایک پہلو سے امتی ہوں اور ایک پہلو سے نبی۔ اور وہ نبوت براہِ راست نہیں بلکہ امتی ہونے کی برکات نے اور آنحضرت صلعم کے فیوض تامہ نے مجھے یہ درجۂ نبوت بخشا..... اور یہ بھی یاد رہے کہ میرے پاس بھی اس قسم کی نبوت کے وہی دلائل ہیں جو سب انبیاء کے پاس ہوتے چلے آئے ہیں" (الحکم ۷ ار نومبر ۱۹۰۶ء)

۱۷۔ سوال ہوتا ہے کہ حضرت امّ المؤمنین کو "امّ المؤمنین" کیوں کہا جاتا ہے۔ اس پر حضرت اقدس فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ کی سنّت اور قانون قدرت کا اس تعامل سے بھی پتہ لگتا ہے کہ کبھی کسی نبی کی بیوی سے کسی نے شادی نہیں کی۔ ہم کہتے ہیں ان لوگوں سے جو اعتراض کرتے ہیں پوچھنا چاہیئے کہ تم بتاؤ جو مسیح موعود تمہارے ذہن میں ہے اور جسے تم سمجھتے ہو کہ وہ آکر نکاح بھی کریگا کیا اس کی بیوی کو تم امّ المؤمنین کہو گے یا نہیں مسلم میں تو مسیح موعود کو نبی ہی کہا گیا ہے۔ اور قرآن شریف میں انبیاء علیہم السلام کی بیویوں کو مومنوں کی مائیں قرار دیا گیا ہے۔"

(الحکم ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۱ء)

میرا استدلال حضرت اقدس کی نبوت کا خط کشیدہ الفاظ سے ہے۔ اور حضرت کی نبوت ان نبیوں جیسی نبوت ہے جن کی بیویوں سے شادی کرنا منع ہے۔

۱۸۔ ۷ اپریل ۱۹۰۸ء کو ایک انگریز اور ایک لیڈی امریکہ سے قادیان آئے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے چند سوالات کئے اور حضور نے ان کے جواب دئے۔ ان میں سے ایک سوال اور حضور کا جواب حسب ذیل ہے:-

سوال۔ آپ نے جو دعویٰ کیا ہے اس کی سچائی کے دلائل کیا ہیں؟

جواب۔ میں کوئی نیا نبی نہیں۔ مجھ سے پہلے سینکڑوں نبی آ چکے ہیں۔ توریت میں جن انبیاء کا ذکر ہے اور آپ ان کو سچا مانتے ہیں۔ جو دلائل ان کی صداقت کے اور ان کو نبی اور خدا کا فرستادہ یقین کرنے کے ہیں وہ آپ پیش کریں۔ انہی دلائل سے میری صداقت کا ثبوت مل جائے گا۔ جن دو اُن

سے کوئی سچا نبی مانا جا سکتا ہے وہی دلائل میرے صادق ہونے کے ہیں۔ میں بھی منہاج نبوت پر آیا ہوں۔"

(الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۸ء)

۱۹۔ "ہمارے مخالف الرائے مسلمانوں نے یہی غلطی کھائی ہے کہ وہ ختم نبوت کی مہر کو توڑ کر اسرائیلی نبی کو آسمان سے اتارتے ہیں اور میں یہ کہتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور آپ کی ابدی نبوت کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے کہ تیرہ سو سال بعد بھی آپ ہی کی تربیت اور تعلیم سے مسیح موعود آپ کی اُمت میں وہی مُہر نبوت لیکر آیا"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۳۳۴)

۲۰۔ "کوئی اعتراض میرے پر ایسا نہیں کہ کسی اور نبی پر وہی اعتراض نہ ہوتا ہو۔ پس جو میرے پر اعتراض کرتے وقت یہ بھی نہیں سوچتے کہ یہی اعتراض بعض اور نبیوں پر بھی وارد ہوتا ہے۔ وہ سخت خطرناک حالت میں ہیں" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۵)

حضرت اقدس کے الفاظ "کسی اور نبی" اور "بعض اور نبیوں پر بھی" میں لفظ "اور" اور "بھی" قابل غور ہیں۔

اتنے حوالوں پر ہی بس کرتا ہوں۔ کیا میاں غلام حیدر صاحب بتائیں گے کہ انہوں نے میرے ان حوالوں کو اپنے پیشکردہ حوالجات (انکار نبوت) میں تطبیق دی؟ یا کوئی جواب میرے پیشکردہ حوالوں پر کیا؟ اور کیا دیانتداری سے یہ بعید نہیں ہے کہ اپنے حوالجات کا جواب لے کر میرے حوالوں کا جواب دئے بغیر پھر انکار نبوت کے حوالے سن ۱۹۰۱ء سے قبل کے شائع کراتے ہیں؟ میں نے اپنے پہلے پرچہ میں آپ کی ایسی حرکت کو "نازیبا حرکت" لکھا تھا جس پر آپ نے ناراضگی کا اظہار کیا۔

اسی طرح مسئلہ اسمہٗ احمد کے متعلق بھی آپ نے یہی رویہ اختیار کیا۔ میں نے اپنے پرچہ میں بوضاحت لکھا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسمہٗ احمد کی پیشگوئی کے مصداق ہیں۔ سورۂ صف میں جس آنے والے کا نام احمد لکھا ہے اس کے آپ ہی مصداق ہیں اب حوالہ دئے بغیر پھر لکھتے ہیں کہ :۔

"مخالفین سلسلہ نے یہ الزام لگایا ہے کہ حضرت مرزا صاحب آیت مبشراً بِرسولٍ یأتی من بعدی اسمہٗ أحمد کے مصداق ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے اس سے انکار کیا۔ اور اس آیت کا مصداق حضرت رسول کریمؐ کو ہی قرار دیا۔"

(پیغام صلح ۳؍دسمبر ۱۹۶۹ء)

میاں صاحب! کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ حضرت اقدسؑ نے اپنی کسی کتاب میں ایسا لکھا ہے کہ آیت مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ کا مصداق میں نہیں ہوں۔ آپ نے حوالہ دئے بغیر ایسا لکھ دیا ہے۔

میں نے ایک درجن حوالجات لکھے تھے جن سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتا ہے کہ اس آیت میں جس احمد کا ذکر ہے اس کے مصداق حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں اللہ تعالےٰ حضور کو احمد کے نام سے پکارتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے یَا اَحْمَدُ بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ۔ اے احمد خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے۔ یَا اَحْمَدُ جُعِلْتَ مُرْسَلًا۔ اے احمد تو مرسل بنایا گیا۔

اسی طرح میں نے پانچ اور الہام لکھے تھے جن میں اللہ تعالےٰ نے حضورؑ کو احمد کے نام سے پکارا ہے۔

اور مندرجہ ذیل حوالجات میں نے لکھے تھے آپ نے بالکل چپ سادھ لی۔ (اور اب بغیر دلیل کے لکھ دیا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اس آیت کو اپنے پر چسپاں نہیں کیا)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

۱۔ "اور عیسیٰ نے کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَہٗ الآیہ میں وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ والی جماعت اور ان کے امام کی طرف اشارہ کیا ہے۔ بلکہ اسمہٗ احمد کہہ کر صریح طور پر اس امام کا نام بھی بتا دیا ہے اور اس مثال میں (یعنی کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَہٗ میں) جو قرآن کریم میں مذکور ہوئی ہے حضرت عیسیٰ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ مسیح موعودؑ کا ظہور نرم و نازک پودے کے مشابہ ہوگا۔ سخت چیز سے مشابہت نہیں رکھتا ہوگا۔ پھر منجملہ قرآنی دلائل کے ایک نکتہ یہ ہے کہ احمد نام کا تو عیسیٰ کی پیشگوئی میں ذکر ہے اور محمدؐ کا حضرت موسیٰ کی پیشگوئی میں۔ تاکہ پڑھنے والے کو یہ نکتہ معلوم ہو جائے کہ جلالی نبی یعنی موسیٰ نے ایسا نام پیشگوئی میں اختیار کیا جو اس کے اپنے حال کے مطابق تھا یعنی محمدؐ جو جلالی نام ہے۔ اور اسی طرح حضرت عیسیٰ نے اسم احمد کو پیشگوئی میں ظاہر کیا جو جمالی نام ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ جمالی نبی تھے اور قہر و قتال سے انہیں کچھ حصہ نہیں دیا گیا تھا۔ خلاصہ کلام یہ کہ (موسیٰ و عیسیٰ میں سے) ہر ایک نے اپنے مثیل نام کی طرف اشارہ کیا۔ اس نکتہ کو یاد رکھو کیونکہ یہ تمام اوہام سے نجات دینے والا ہے۔ اور جلال اور جمال دونوں کو خوب واضح کرتا ہے"

(اعجاز المسیح صفحہ $\frac{۱۲۳}{۱۲۴}$ ترجمہ از عربی عبارت)

۲ (الف) "غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اوّل کا زمانہ ہزار پنجم تھا جو اسم محمد کا مظہر تجلی تھا۔ یعنی بعثت اوّل جلالی شان ظاہر کرنے کے لئے تھا۔ مگر بعثت دوم جس کی طرف آیت کریمہ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ میں اشارہ ہے وہ مظہر تجلی اسم احمد ہے جو اسم جمالی ہے جیسا کہ آیت وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ اس طرف اشارہ کر رہی ہے۔"

(ب) "دوسرا بعثت احمدی جو جمالی رنگ میں ہے جو ستارہ مشتری کی تاثیر کے نیچے ہے جس کی نسبت بحوالہ انجیل قرآن شریف میں یہ آیت ہے وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ اور چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی باعتبار اپنی ذات اور اپنے تمام سلسلۂ خلفاء کے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک ظاہر اور کھلی کھلی مماثلت ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے بلا واسطہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسےٰ کے رنگ پر مبعوث فرمایا۔ لیکن آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت عیسیٰ سے ایک مخفی اور باریک مماثلت تھی۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے ایک بروز کے آئینہ میں (جو مسیح موعود ہے۔ ناقل) اس پوشیدہ مماثلت کا کامل طور پر رنگ دکھلا دیا"

(تحفہ گولڑویہ ایڈیشن اول صفحہ ۹۶)

(ج) "آیت وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ میں یہ اشارہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا آخری زمانہ میں ایک مظہر ظاہر ہوگا گویا وہ اس کا ایک ہاتھ ہوگا جس کا نام آسمان پر احمد ہوگا۔ اور وہ حضرت مسیح کے رنگ میں جمالی طور پر دین کو پھیلائے گا۔" (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۵ ایڈیشن اوّل)

۳۔ "سَمَّانِیْ رَبِّیْ اَحْمَدَ فَاحْمَدُوْنِیْ اور میرے ربّ نے میرا نام احمد رکھا ہے۔ پس میری تعریف کرو۔" (خطبۂ الہامیہ صفحہ ۵۳)

۴۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"یہ لوگ بار بار پوچھتے ہیں کہ قرآن میں کہاں نام آیا ہے۔ ان کو معلوم نہیں کہ خدا نے میرا نام احمد رکھا ہے۔ ..... احمد کے نام پر ہم بیعت لیتے ہیں .... کیا یہ نام قرآن شریف میں موجود نہیں" (الحکم ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۰)

۵۔ "اور اس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے۔ وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ محمدؐ جلالی نام ہے اور احمد جمالی۔ اور احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنوں کی رُو سے ایک ہی ہیں۔ اسی کی طرف یہ اشارہ ہے۔ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں یعنی جامع جلال و جمال ہیں۔ لیکن آخری زمانہ برطبق پیشگوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا"

(ازالہ اوہام بار اول صفحہ ۶۷۳)

یاد رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احمد صفاتی نام ہے نہ کہ اسم ذات چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ :۔

"آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ سے دو مشابہتیں رکھتے ہیں (۱) ایک یہ کہ وہ مسیح کی طرح مکّہ میں مخالفوں سے بچائے گئے اور مخالف قتل کے ارادہ میں ناکام رہے۔ دوسرے یہ کہ آپ کی زندگی زاہدانہ تھی۔ اور آپ بکلّی خدا کی طرف منقطع تھے۔ اور آپ کی تمام خوشی اور قرۃ عین صلوٰۃ اور عبادت میں تھی۔ اور ان دونوں صفات کی وجہ سے آپ کا نام احمد تھا۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۶ ایڈیشن اوّل)

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل اور آیت اسمہٗ احمد

۶۔ جناب ایڈیٹر صاحب الحکم نے شائع فرمایا :۔

(الف) "حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ نے کھلے کھلے الفاظ میں فرمایا کہ میں مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق مانتا ہوں کہ یہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے متعلق ہے اور وہی احمد رسول ہیں" (الحکم ۱۴ ستمبر ۱۹۱۱ء)

(ب) ۱۰ دسمبر ۱۹۱۲ء بعد ظہر مسجد اقصیٰ میں سورۂ صف کے پڑھنے سے قبل کسی نے کہا کہ اس سورۃ کو کھول کر بیان کرو۔ حالانکہ حضرت صاحب تمام ضروری باتوں کو کھول کر بیان فرماتے تھے ..... آپ نے ثابت کیا کہ جس احمد کی بشارت اس سورۃ شریف میں ہے وہ مثیل مسیح ہے۔ حضرت موسےٰ نے اپنے مثیل کے متعلق پیشگوئی کی تھی اور حضرت مسیح نے اپنے مثیل کی پیشگوئی کی ہے۔ فرمایا کہ میں ذاتی باتیں کم بیان کرتا ہوں۔ سائل تو صرف احمد کے متعلق کھول کر بیان چاہتا ہے۔ یہاں تو خدا نے احمد کے بعد نور کی طرف بھی قرآن شریف میں اشارہ کر دیا ہے آگے دین کا لفظ بھی ہے اور اس نور کے نہ ماننے کے متعلق کہا ہے وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ" (کلام امیر ضمیمہ بدر ۱۹ دسمبر ۱۹۱۲ء)

۷۔ ۱۹۰۲ء میں مقام دانہ ضلع ہزارہ میں مولوی عبدالرحمٰن صاحب وہابی اور سید مدثر شاہ صاحب پشاوری کا مباحثہ ہوا۔ جس میں مدثر شاہ صاحب نے اسمہٗ احمد کی آیت حضرت مسیح موعودؑ پر چسپاں کی

جناب مولوی محمد علی صاحب مرحوم اور آیت اسمہٗ احمد

جناب مولوی محمد علی صاحب مرحوم بھی قادیان کے شائع ہیں جبکہ ریویو کے ایڈیٹر تھے۔ لکھتے ہیں :۔

"مرزا غلام احمد کون ہیں؟ اس سوال کا جواب ہم قرآن کریم کے الفاظ میں دیتے ہیں یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ" (ریویو اردو جلد ۱۱ صفحہ ۲۳۶)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سورۂ صف کی آیت مذکورہ بالا کو اپنے حق میں مانا ہے۔ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ بھی یہی اعتقاد رکھتے تھے۔ مناظروں میں بھی اس پیشگوئی کو حضورؑ کے متعلق پیش کیا جاتا تھا۔ پھر غیر مبائعین کے "حضرت امیر" کا بھی یہی عقیدہ تھا یہ تمام حوالجات میاں غلام حیدر صاحب کی خدمت میں لکھے گئے تھے۔ وہ بتائیں کہ انہوں نے ان کا کیا جواب لکھا ہے؟

(باقی آئندہ)

نائیجیریا (مغربی افریقہ) کے مخلص احمدی مکرم ظفر اللہ الیاس صاحب کی قادیان میں آمد اور دلچسپ تقریر

جماعت احمدیہ نائیجیریا (مغربی افریقہ) کی داغ بیل محترم حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ پڑی۔ اور وہاں پر ۱۹۲۲ء میں پہلا تبلیغی مشن کھولا گیا۔ اڑتالیس سال کے اس محدود سے عرصہ میں اس مشن نے تبلیغی میدان میں ترقیات و کامرانی کی کتنی منزلیں طے کیں اس کا کسی قدر اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ اس وقت وہاں پر جماعت کی تعداد ایک لاکھ سے زائد ہے۔ اور اسی قدر تعداد اُن لوگوں کی ہے جو جماعت میں داخل نہیں مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صادق سمجھتے ہیں۔ اس وقت تین مرکزی اور بیس مقامی مبلغ مصروفِ تبلیغ ہیں۔ بحمد اللہ کم و بیش پونے صد مساجد، پندرہ کے قریب کالج اور سکول، دو شفا خانے اور ایک پریس جماعت احمدیہ کی انتھک تبلیغی جدوجہد کا بہترین اور خوشکن ثمرہ ہیں۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے روئے زمین پر بسنے والے تمام احمدی احباب کی طرح نائیجیریا کے احمدیوں میں بھی اخلاص و قربانی اور نظامِ سلسلہ سے گہری دلی وابستگی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔ انہی مخلص احباب میں سے ہمارے ایک بھائی مکرم ظفر اللہ الیاس صاحب ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے امسال جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت کی سعادت سے بہرہ ور ہونے کے بعد مرکزِ احمدیت قادیان کی زیارت کا شرف بھی بخشا۔ موصوف مورخہ ۱۴ رصلح (جنوری) کو قادیان میں وارد ہوئے۔ ان کی تشریف آوری سے استفادہ کرتے ہوئے نظارت دعوۃ و تبلیغ نے مورخہ ۱۵ رصلح کو مسجد مبارک میں ایک شبینہ اجلاس کا اہتمام کیا۔ جو بعد نمازِ عشاء محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی کے بعد محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے نے معزز مہمان کا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ موصوف کے والد مکرم عبدالوہاب الیاس صاحب جو اس وقت ڈسٹرکٹ کونسل لیگوس کے چیئرمین ہیں۔ اور ان احمدیوں میں سے ہیں جنہوں نے نائیجیریا میں حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّرؓ کے ذریعہ پہلے روز بیعت کی۔ مکرم ظفر اللہ الیاس صاحب ایک سٹیٹ بینک کے ڈپٹی منیجر ہیں اور اپنے والدِ بزرگوار کی طرح مخلص و فدائی ہیں۔ آپ نائیجیریا سے شائع ہونے والے واحد مسلم اخبار "The Truth" کے ایڈیٹر بھی ہیں۔ یہ اخبار جماعت کی طرف سے شائع ہوتا ہے۔ اس مختصر سی تعارفی تقریر کے بعد محترم ملک صاحب نے ہی معزز مہمان کی خدمت میں انگریزی میں سپاسنامہ پیش کیا۔ جس میں اُن کی قادیان میں تشریف آوری پر جملہ درویشانِ قادیان کی طرف سے خوش آمدید کہا گیا تھا۔

ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے موصوف نے جملہ احباب کے والہانہ اظہارِ محبت اور خوش آمدید کا دلی شکریہ ادا کیا۔ اور بتایا کہ اس وقت جہاں میں زیارتِ قادیان کا شرف حاصل کرنے کی وجہ سے ازحد خوشی محسوس کر رہا ہوں وہاں یہ قلق بھی ہے کہ مجھے نہایت ہی مختصر سے وقت کے بعد اس مقدس و محبوب بستی کو چھوڑنا پڑے گا۔ موصوف نے دورانِ تقریر میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نہایت نامساعد حالات میں حفاظتِ مرکز اور دفاعِ احمدیت کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اس کی وجہ سے روئے زمین پر بسنے والے ہم تمام احمدیوں کے دلوں میں جہاں آپ کے تئیں عزت و احترام کے جذبات موجزن ہیں وہاں ہمیں آپ کی موجودہ پریشانیوں کا بھی بخوبی احساس ہے۔ آخر میں موصوف نے جماعتِ احمدیہ نائیجیریا کی طرف سے مخلصانہ السلام علیکم پہنچاتے ہوئے دُعا کی درخواست کی اور اپنی تقریر کو ختم کیا۔

موصوف کی یہ تقریر انگریزی میں ہوئی جس کا اُردو ترجمہ مکرم ملک صلاح الدین صاحب نے پڑھ کر سُنایا۔ ازاں بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے ایک مختصر سی تعارفی تقریر فرمائی جس میں موصوف کے خلوص و جذبۂ خدمتِ دین کو سراہا۔ بالآخر اجتماعی دعا کے ساتھ یہ اجلاس بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔

قادیان میں تین روزہ قیام کے بعد ہمارے یہ مخلص احمدی بھائی مورخہ ۱۷ رصلح کو کراچی کے لئے روانہ ہوئے۔ موصوف کراچی سے بذریعہ طیارہ نائیجیریا تشریف لے جائیں گے اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں ہر طرح سے حافظ و ناصر ہو اور اپنے بے شمار فضلوں سے نوازے۔ آمین ؎

دارالہجرت ربوہ میں اٹھترواں جلسہ سالانہ (بقیہ صفحہ ۱)

تلاوت قرآن کریم کے بعد بعض اہم موضوعات پر تین پُرمغز اور ایمان افروز تقاریر ہوئیں۔ محترم پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب ایم۔ ایس۔ سی نے "تسخیرِ کائنات اسلام کے نقطۂ نظر سے" کے موضوع پر۔ محترم مولوی دوست محمد صاحب شاہد نے "خلافتِ احمدیہ" کے موضوع پر۔ اور مکرم محمد دین صاحب ناز متعلم درجہ خامسہ جامعہ احمدیہ ربوہ نے "کسرِ صلیب اور حضرت مسیح موعود علیہ السّلام" کے موضوع پر تقاریر فرمائیں۔

عالمگیر زبانوں کا ایمان افروز جلسہ

مورخہ ۲۶ رفتح کو مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب کی صدارت میں عالمگیر زبانوں کا شبینہ اجلاس مسجد مبارک میں سوا سات بجے زیر اہتمام شعبہ تحریک جدید مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ منعقد ہوا۔ امسال اس جلسہ کی ایک منفرد خصوصیت یہ تھی کہ غیر ملکی احباب نے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے الہام "مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کا اپنی اپنی قومی زبانوں میں نہ صرف ترجمہ سُنایا بلکہ اپنے اپنے ملک میں تبلیغِ احمدیت کے ایمان افروز واقعات اُردو زبان میں بھی سُنائے۔ یہ منظر واقعتاً ایک منفرد نظارہ پیش کر رہا تھا۔

اس عالمگیر اجلاس کا آغاز مکرم سیوطی عزیز صاحب آف انڈونیشیا کی تلاوتِ قرآن کریم اور مکرم محمد بن غیدی صاحب آف تنزانیہ کی نظم خوانی سے ہوا۔ بعدہٗ مکرم عبدالمالک صاحب آف غانا، مکرم سفی ظفر احمد صاحب آف انڈونیشیا، مکرم عبدالرؤف صاحب آف فجی۔ مکرم یوسف یامن صاحب آف غانا مکرم منیر الاسلام صاحب آف انڈونیشیا۔ مکرم عبدالغنی صاحب آف انڈونیشیا۔ مکرم حسن بصری صاحب آف انڈونیشیا۔ مکرم بشیر احمد صاحب آف امریکہ اور بہت سے دیگر احباب نے مختصر مگر انتہائی دلچسپ تقاریر کیں۔

باجماعت نمازِ تہجد اور درس القرآن

جلسہ سالانہ کی ایک عظیم الشان برکت یہ بھی ہے کہ ان بابرکت ایام میں اندرونِ ملک اور بیرونی ممالک کے کونے کونے سے آئے ہوئے ہزارہا احباب کو باجماعت نمازِ تہجد ادا کرنے، اللہ تعالیٰ کے حضور دُعائیں کرنے اور بکثرت ذکرِ الٰہی میں اپنے اوقات بسر کرنے کے انمول مواقع میسّر آتے ہیں۔ چنانچہ امسال بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے احباب کو یہ انمول مواقع میسّر ہوئے اور انہوں نے حتی المقدور اُن سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔

ان ایام میں امسال بھی مسجد مبارک میں پنجگانہ نماز باجماعت کے علاوہ باقاعدگی سے نمازِ تہجد باجماعت ادا کی جاتی رہی۔ جو مکرم حافظ محمد صدیق صاحب قریشی پڑھاتے رہے۔ نمازِ تہجد کے بعد ہزاروں ہزار احباب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں نمازِ فجر ادا کرتے۔ بعدہٗ قرآن کریم کا درس ہوتا جو باری باری محترم مولانا ابوالعطاء صاحب۔ محترم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری۔ اور محترم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب نے دیا۔

الغرض جماعت احمدیہ کا یہ نہایت درجہ مقدس و بابرکت ۷۸ واں الٰہی جلسہ سالانہ بھی عظیم ثمرات نشانوں کا مظہر ثابت ہوتے ہوئے حسبِ وعدہ الٰہی اس میں شرکت کی سعادت سے بہرہ ور ہونے والے ہزارہا احباب کیلئے خدائی رحمتوں، برکتوں اور فضلوں کا دروازہ کھولنے کا موجب بنا۔ اور وہ اُن خدائی انعامات سے مالا مال ہو کر خدمتِ اسلام اور خدمتِ سلسلہ کے نئے عزائم اور نئے حوصلوں اور نئے ولولوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد کامل کے گیت گاتے ہوئے اپنے گھروں کو واپس لوٹے فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

ضرورتِ رشتہ

میرے لڑکے عزیز عبدالرب کے رشتہ کے لئے ایک قبول صورت اور تعلیم یافتہ لڑکی کی ضرورت ہے۔ لڑکے کی عمر ۲۶ سال ہے۔ رنگ گندمی ہے۔ مزید تفصیلات کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کر سکتے ہیں۔

خاکسار: بابو عبدالرزاق
جنتا ریڈیو سروس۔ گونڈہ (سٹی)
پوسٹ و ضلع: گونڈہ (یو۔پی)

افسوس! محترمہ بیگم صاحبہ حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب مرحوم وفات پاگئیں

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

محترمہ بیگم صاحبہ حضرت سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب مرحوم سکندر آباد و آندھرا کے متعلق بیمارضہ دمہ بیماری کی شدت کی اطلاعات مکرم علی محمد الٰہ دین صاحب۔ حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب کی طرف سے آرہی تھیں۔ اُن کی کامل شفایابی کے لئے دعائیں کی جارہی تھیں۔ لیکن جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے۔ آج بذریعہ تار مکرم یوسف احمد۔ علی محمد صاحب الٰہ دین کی طرف سے یہ افسوسناک اطلاع موصول ہوئی۔ کہ محترمہ بیگم صاحبہ سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب وفات پاگئی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ بھی حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کی طرح بہت عبادت گذار۔ اسلام و احمدیت کے کاموں میں دلچسپی سے حصہ لینے والی اور خدمت گذار بزرگ تھیں۔ انہوں نے حضرت سیٹھ صاحب کے ہمراہ حج کا فریضہ بھی ادا کیا تھا۔ مسجد اور گھر کو مہمانوں کے لئے ہر وقت کھلا رکھتی تھیں۔ اُن کی وفات کے موقعہ پر پھر ایک مرتبہ اُن کے بزرگ خاوند حضرت سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب مرحوم کی ذات اور آپ کی گراں قدر قربانیوں اور خدمات کی یاد تازہ ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ حضرت سیٹھ صاحب مرحوم اور اُن کی مرحومہ بیگم صاحبہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور اپنے مُطاع حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قُرب میں جگہ دے۔ اس صدمہ عظیم میں مکرم علی محمد صاحب الٰہ دین۔ مکرم یوسف احمد صاحب الٰہ دین۔ محترمہ فاطمہ بائی صاحبہ۔ محترمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ۔ محترمہ زینب حسن صاحبہ۔ خان صاحب دوست محمد و نور محمد صاحب بیگم امیر علی صاحب۔ وجملہ لواحقین سے تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب افرادِ خاندان کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے۔ اور سب کا حافظ و ناصر ہو اور سب کو اپنے بزرگان کی فضیلتوں کا وارث بنائے

اٰمین ثم اٰمین

بُلانے والا ہے سب سے پیارا
اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر!

خاکسار

مرزا وسیم احمد

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان۔

سورۃ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیات

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام جماعت کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ سورۃ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیات زبانی یاد کرے۔ والدین کا فرض ہے کہ وہ خود یہ آیات زبانی یاد کرنے کے علاوہ اپنی نگرانی میں اپنے بچوں کو یہ آیات یاد کروائیں۔ اور گاہے بگاہے اُن سے سُنتے بھی رہیں۔ تاکہ یہ اچھی طرح ان کے ذہن نشین ہوجائیں۔

(ایڈیٹر)

اعلاناتِ نکاح

(۱) - مورخہ ۱۶ ماہ صلح (جنوری) کو بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں محترم حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے عزیزہ نسیم بانو صاحبہ بنت مکرم منشی محمد عبداللہ صاحب ساکن بھدرواہ کا نکاح عزیزم عبدالرشید صاحب ابن مکرم عبدالعزیز صاحب آف بھدرواہ کے ہمراہ مبلغ تین ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔ جملہ جماعت سے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے ——— (ایڈیٹر)

(۲) حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مورخہ ۲۱/۱۲/۶۹ کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں عزیزہ بشریٰ بیگم صاحبہ بنت مکرم عبدالرحیم صاحب آف موڈھا (ربیبہ مکرم محمد یوسف صاحب آف کھڈا) کے نکاح کا اعلان عزیزم محمد حسن صاحب ابن مکرم محمد تقی صاحب آف موڈھا ضلع ہمیر پور کے ہمراہ مبلغ گیارہ صد روپے حق مہر پر کیا۔ مکرم محمد تقی صاحب نے اس خوشی میں مبلغ ۵/- روپیہ اعانت بدر میں عطا فرمائے ہیں۔ جزاھم اللہ۔ احباب دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر جہت سے بابرکت بنائے آمین۔

خاکسار:

مستری عبدالغفور درویش قادیان۔

ہر قسم کے پُرزے

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پُرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں۔

کوالٹی اعلیٰ ——— نرخ واجبی

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ:- "AUTOCENTRE" فون نمبرز 23—1652، 23—5222

سپیشل گم بوٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں!

مختلف اقسام، دفاع، پولیس، ریلوے۔ فائر سروسز۔ ہیوی انجینیرنگ۔ کیمیکل انڈسٹریز۔ مائننگ، ڈیریز۔ ویلڈنگ، شاپس اور عام ضرورت کے لئے دستیاب ہوسکتی ہیں!

گلوب ربڑ انڈسٹریز

★ آفس و فیکٹری: ۱۰- پربھو رام سرکار لین کلکتہ ۱۵ فون نمبر ۴۴-۳۲۷۲
★ شو روم: ۱/۱۳ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ ۱ فون نمبر ۳۴-۰۰۲۰۱
★ تار کا پتہ: گلوب ایکسپورٹ "GLOBE EXPORT"

بدر کی اعانت کرنا ہر احمدی کا فرض ہے

قادیان میں عید کی قربانیاں

دوست جلد اطلاع دیں

حسبِ سابق اس سال بھی عید الاضحیہ کے موقعہ پر بیرون جات کے احباب جماعت کی طرف سے قربانی کا جانور ذبح کرنے کا انتظام کیا جارہا ہے۔ ایسا کرنے سے ایک تو آسانی کے ساتھ اُن صاحب کے ذمہ کا فرض ادا ہوجاتا ہے۔ اور ساتھ ہی قربانی کے گوشت سے قادیان میں مقیم احباب استفادہ کرسکتے ہیں۔

لہذا اس اعلان کے ذریعہ دوستوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے لئے قربانی کے جانور کی رقم جلد از جلد مجھے بھجوادیں تاکہ انتظام میں سہولت رہے۔ اس وقت قادیان میں قربانی کے جانور کی قیمت کم از کم ۱۲۵/- روپے ہے۔

امیر جماعتِ احمدیہ قادیان